# وقت کا عازم وفاتح

"بڑے بڑوں کا عذر یہ ہوتا ہے کہ وقت ساتھ نہیں دیتا اور سر و سامان واسباب کار فراہم نہیں، لیکن وقت کا عازم و فاتح اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر وقت ساتھ نہیں دیتا تو مَیں اس کو ساتھ لوں گا۔ اگر سر و سامان نہیں تو اپنے ہاتھوں سے تیار کر لوں گا، اگر زمین موافق نہیں تو آسمان کو اترنا چاہیئے۔ اگر آدمی نہیں ملتے تو فرشتوں کو ساتھ دینا چاہیئے۔ اگر انسانوں کی زبانیں گونگی ہو گئی ہیں تو پتھروں کو چیخنا چاہیئے۔ اگر ساتھ چلنے والے نہیں تو کیا مضائقہ؟ درختوں کو دوڑنا چاہیئے۔ اگر دشمن بے شمار ہیں تو آسمان کی بجلیوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ اگر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت ہیں تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا ہو گیا کہ راہ صاف نہیں کرتے؟ وہ زمانہ کا مخلوق نہیں ہوتا کہ زمانہ اس سے اپنی چاکری کرائے، وہ وقت کا خالق اور عہد کا پلٹنے والا ہوتا ہے۔ وہ زمانہ کے حکموں پر نہیں چلتا، بلکہ زمانہ آتا ہے تاکہ اس سے جنبشِ لب کا انتظار کرے وہ دنیا پر اس لئے نظر نہیں ڈالتا کہ کیا کیا ہے جس سے دامنِ مراد بھر لوں؟ وہ یہ دیکھنے کے لئے آتا ہے کہ کیا کیا نہیں ہے؟ جس کو پورا کر دوں"۔

(تذکرہ — مولانا آزاد قدس سرہٗ ص ۲۴۸
فی ذکر امام مجدد شاہ اسمٰعیل شہید قدس سرہٗ)

26
69

05.6.81

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویات معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ — (۳۴) — محمد سعید الرحمٰن علوی

عن حمید بن عبدالرحمٰن انہ سمع معاویۃ بن ابی سفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنھم) عام حج علی المنبر فتناول قُصّۃً مِّنْ شعرٍ وکانت فی ید حرسیّ فقال یا اھل المدینۃ این علماء کم سمعتُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم ینھی عن مثل ھذہ ویقول انما ھلکت بنی اسرائیل حین اتخذ ھذہ نساءھم (بخاری صـ ۴۹۳ ج ۱، مسند احمد صـ ۹۵ ج ۴، السنن الکبریٰ صـ ۲۹ ج ۴)

عورتوں میں ایک بدعادت ہوتی ہے یعنی مصنوعی طریقہ سے بالوں کو بڑھانا۔ اس عادت کے مکروہ ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سچے نبی نے اس کو بڑی مکروہ چیز قرار دیا۔ بنو اسرائیل کی ہلاکت کے اسباب میں سے ایک سبب قرار دیا۔

جو روایت آپ نے ملاحظہ فرمائی یہ بخاری، مسند احمد اور السنن الکبریٰ جیسی اہم ترین کتابوں میں موجود ہے اور بخاری صـ ۴۹۶ ج ۱ کی ایک اور روایت میں "قُصّۃ من شعر" کے بجائے "کبّۃ من شعر" کے الفاظ ہیں اور اس میں ہے کہ حضور نبی کریم محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے "الزور" قرار دیا یعنی جھوٹی اور لایعنی و فضول بات۔ اور اس کی تشریح فرمائی۔ "الوصال فی الشعر"۔

روایت کا مدعا یہ ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہما حج سے فراغت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں آپ نے اس قسم کی کیفیت دیکھی اور انہیں معلوم ہوا کہ بعض عورتوں نے یہ دھندا شروع کر رکھا ہے تو وہ سخت ناراض ہوئے منبر پر تشریف لائے، خطبہ دیا اور فرمایا یہاں کے علماء کہاں ہیں؟ وہ اس صورتِ حال سے واقف نہیں؟ آخر وہ اس بے راہروی پر کیوں نہیں ٹوکتے؟ میں نے تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ اس قسم کی باتوں سے روکتے اور منع فرماتے تھے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں نے جب ایسا کرنا شروع کر دیا تو ان کے سر پر ہلاکت و بربادی مسلّط ہو گئی۔

اور دوسری روایت جس کا ہم نے اشارہ کیا، اس میں حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول یہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری سفر مدینہ طیبہ کا واقعہ ہے۔ اس میں آپؐ نے فرمایا کہ یہ حرکت یہود کے بغیر اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور حضور علیہ السلام اسے "الزور" قرار دیتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کا طرز عمل اللہ تعالےٰ کی تخلیق کو جھٹلانا ہے۔ شیطان نے انسانیت کی گمراہی کے لئے جو کام کرنے کا واضح اعلان کیا تھا کہ میں "تغییر لخلق اللہ" کا عمل بھی کرونگا اس میں داڑھی منڈوانا، عورتوں کا مصنوعی طریقہ پر بال بڑھانا اور ہر وہ کام ہے جو اس ضمن میں آتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے

(باقی ۷ پر)



جلد ۲۶ ❖ شمارہ ۴۹
۱۰ شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ ❖ ۵ رجون ۱۹۸۱ء


اس شمارہ میں




رئیس الادارہ
پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

| بدل اشتراک | سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰ |
| --- | --- |
| | سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۵۰/۱ |

پبلشر مولانا عبید اللہ انور ... لاہور


# جماعتی پالیسی کا احترام ضروری ہے

مولانا مفتی محمود قدس سرہٗ کے سانحہ ارتحال کے بعد کالعدم جمعیۃ علماء اسلام (نظام العلماء پاکستان) جس تنظیمی بحران کا شکار ہو گئی تھی مفتی صاحب کے معتمد چار مرکزی نظما کے ایثار کے بعد وہ بحران الحمد للہ ختم ہو گیا ہے جس پر ملک بھر کے کارکنوں نے سکھ کا سانس لیا۔ تاہم ابھی ایک ایسا مسئلہ باقی ہے جو کارکنوں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ ہماری مراد نام نہاد تحریک بحالی جمہوریت ایم، آر، ڈی سے ہے۔ جس میں جمعیۃ کے ایک کارکن جو اب مرکزی ناظم اوّل ہیں نے ذاتی طور پر دستخط کر دئے تھے لیکن جونہی یہ مسئلہ امیر مرکزیہ تک پہنچا انہوں نے اس سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کر دیا اور واضح کر دیا کہ جمعیۃ کا اس قسم کے اتحاد سے کوئی تعلق نہیں۔ امیر مرکزیہ کے اس ضمن میں واضح بیانات ملکی پریس میں شائع ہو چکے ہیں جن کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد مرکزی ناظم عمومی قائد محترم مولانا عبید اللہ انور نے اپنی ایک پریس کانفرنس میں بھی اس مسئلہ کو واضح کر دیا —— یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے —— ماہ رواں کی ۱۰ر تاریخ کو بعض بزرگوں کی طرف سے بلائے جانے والے اجلاس کے موقعہ پر ان بزرگوں اور قائد محترم مولانا انور وغیرہ کے مابین جو طویل مذاکرات مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں ہوئے اور جن کی روشنی میں تنظیمی بحران ختم ہوا ان میں بھی ایم۔ آر۔ ڈی سے تعلق و عدم تعلق کا سوال زیر بحث آیا اور مصدقہ اطلاعات کے مطابق

ایم۔آر۔ڈی سے اتحاد کے حامی حضرات نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا کہ جماعت اس اتحاد سے متعلق نہیں ہوگی اور یہ کہ دوسری جماعتوں کے ذمہ دار لوگوں کو اس فیصلہ سے مطلع کر دیا جائے لیکن ۱۱ر مئی کو مولانا انور اور مرکزی ناظم اول مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی مشترکہ پریس کانفرنس کی جو رپورٹ ۱۲ر مئی کے امروز لاہور میں شائع ہوئی ہے اس میں مرکزی ناظم اول کے حوالہ سے یہ بات پھر شائع ہوئی کہ ہم ایم، آر، ڈی سے لاتعلق نہیں ہوتے اور ۶ر جون کے اجلاس مجلس عاملہ میں اس کا فیصلہ کیا جائیگا۔ اس کے بعد ۲۴ر مئی کے مشرق لاہور میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں یہ جملے بھی ہیں:-

"کالعدم جمعیۃ علماء اسلام کے فضل الرحمان گروپ نے تحریک بحالی جمہوریت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور اس فیصلہ سے تحریک کے عہدیداروں کو مطلع کر دیا ہے۔ مولانا فضل الرحمان کے قریبی ذرائع کے مطابق مولانا مفتی محمود کی وفات کے بعد جمعیۃ کے مسائل حل کرنے کے لئے جو پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس نے اپنے اجلاس میں تحریک سے علیحدگی کا فیصلہ کیا۔"

دوسری طرف روزنامہ جنگ کراچی کی اشاعت مجریہ ۲۵ر مئی کے آخری صفحہ پر کراچی میں منعقدہ شہدائے بالاکوٹ کانفرنس کی خبر شائع ہوئی ہے جس میں مرکزی ناظم (؟) مولانا محمد شاہ امروٹی کے خطاب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ

"کالعدم جمعیۃ ابھی تک ایم۔آر۔ڈی میں شامل ہے اس سلسلہ میں قطعی فیصلہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں کیا جائے گا جو ۶ر جون کو لاہور میں منعقد ہوگا۔"

اس کے بعد امیر مرکزیہ حضرت درخواستی کا ایک دستخطی بیان پریس کو جاری کیا گیا جس کی کاپی ہمیں بھی موصول ہوئی۔ اس میں آپ نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ

"نظام العلماء پاکستان کا دائیں بائیں بازو کے کسی اتحاد سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کارکنوں کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو تنظیمی کاموں میں مصروف کر لیں۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے واضح کیا، کہ پالیسی پر بیان دینے کا حق صرف امیر مرکزیہ اور اور ناظم عمومی کو ہوگا۔ کسی اور کو نہیں — اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہوگی جو جماعت سے اخراج کی شکل میں بھی ممکن ہے۔"

نام نہاد ایم۔آر۔ڈی سے لاتعلقی کے سلسلہ میں امیر مرکزیہ کے ابتدائی دور میں واضح بیان کے بعد اس عنوان پر کسی قسم کی بیان بازی مناسب نہ تھی اور پھر جب ۱۰ر مئی کے مصالحتی اجلاس میں بھی یہ مسئلہ طے ہو گیا تو اب اس سلسلہ میں دوبارہ اس طرح کے بیانات کارکنوں کے لئے پریشانی کا باعث ہو سکتے ہیں —— اس مسئلہ کو کلی طور پر ختم ہو جانا چاہیے۔ اور جیسا کہ حضرت امیر مرکزیہ نے تازہ بیان میں دائیں اور بائیں بازو کے کسی بھی اتحاد سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا ہے تو اب جماعتی ڈسپلن کا تقاضہ یہ ہے کہ اس مسئلہ پر کوئی بات نہ کی جائے۔ اور ۶ر جون کے اجلاس میں جماعتی تنظیم اور اس قسم کے مسائل پر غور کیا جائے کہ یہ ہماری اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ باقی جیسا کہ حضرت درخواستی نے فرمایا ہے جماعتی پالیسی پر ہر کسی کو بیان بازی سے گریز کرنا چاہیے مرحوم مفتی صاحب کے زمانہ میں جماعت نے یہ حق انہیں دے رکھا تھا اب بھی وہی سلسلہ ہونا ضروری ہے —— اور حضرت درخواستی اور مولانا انور سے بڑھ کر کوئی اس کا مستحق نہیں۔ جماعتوں کا نظم ہمیشہ اسی طرح چلتا ہے اور اگر اس کی پابندی نہ کی گئی تو پالیسی فٹ بال بن کر رہ جائے گی۔ جس سے ملی شیرازہ بری طرح منتشر ہو جائے گا۔

ویسے بھی اماراتی نظام کے کچھ لابدی تقاضے ہیں۔ امیر مشورہ کا تو پابند ہوتا ہے لیکن اسے جماعتی دستور نے اہمیت بھی بہت دی ہے جس کا احترام ہم سب پر ضروری ہے۔

اگر حضرت امیر مرکزیہ کے ارشاد کے مطابق جماعتی ڈسپلن کی پابندی نہ کرنے والے حضرات کے خلاف تادیبی کارروائی کا اہتمام کیا گیا تو ہمیں یقین ہے کہ جماعت ماضی کی طرح اپنا مقام حاصل کرے گی۔

اللہ تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

علوی ۲۹ر مئی ۸۱ء



## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

قمر حجازی اوکاڑہ

تاریخ کا عنوان ہیں حضرت معاویہؓ
اسلام کے دربان ہیں حضرت معاویہؓ
اموی خلیفہ پہلے ہیں کیا نامدار ہیں
عرب وعجم کی آن ہیں حضرت معاویہؓ
عظمت کے پیکر اور صحابی ہیں حضور کے
اسلام میں ذیشان ہیں حضرت معاویہؓ
تاریخ بتلائے، رہے وہ کاتب وحی
لکھتے رہے قرآن ہیں حضرت معاویہؓ
زندہ رہیگا نام ان کا حشر تک قمرؔ!
ذی مرتبہ انسان ہیں حضرت معاویہؓ

## مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

# بندۂ مومن کی معراج اتباعِ رسولؐ میں مضمر ہے

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

محترم بزرگو، عزیز دوستو، اور قابل احترام خواتین! سن ہجری کا ساتواں مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں حضور نبی اکرم رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کو قرب خداوندی کی وہ منزل نصیب ہوئی جو صرف اور صرف آپؐ کا مقدر تھی۔ آپؐ کے سوا یہ مقام کسی کو نصیب نہ ہوا۔ یہ واقعہ معراج کے نام سے معروف ہے اور امّت کے محقق اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی نبوّت کے گیارہویں سال رجب کی ۲۷ر تاریخ کو پیش آیا۔ حضور علیہ السلام مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ پھر ساتویں آسمان اور آخر میں وہاں پہنچے جہاں آپؐ کے سوا کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اب تک کوئی نہیں پہنچا نہ آئندہ کوئی پہنچے گا

اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس سفر مقدس میں اپنے پیارے نبی علیہ السلام کو اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔ اور اس سفر کا مقصد تھا بھی یہی۔ قرآن عزیز کہتا ہے: لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کہ آپ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ ان نشانیوں کی تفصیلات حضور نبی مکرم رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں آپ جب واپس تشریف لائے اور صبح کے وقت آپ نے تفصیلات ارشاد فرمائیں تو دنیائے کفر نے اپنی روایتی بدمذاقی اور بے راہروی کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ کے ساتھ تمسخر و استہزاء کا معاملہ اختیار کیا۔ بیت المقدس کی تعمیراتی تفصیل آپؐ سے بطور امتحان معلوم کرنا چاہی اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے "عبدِ کامل" کو امتحان میں کامیاب فرمایا۔ آپؐ کے رفقاء نے اپنے خلوص و للّٰہیت اور ایمان و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی تصدیق کی تو دشمنانِ اسلام نے جی بھر کر مخالفت کی۔ لیکن باقی مخالفتوں کی طرح یہ مخالفت بھی دم توڑ کر رہ گئی۔ یہ واقعہ ایسا ہے جس میں ہمارے لئے کئی اسباق ہیں پچھلے جمعہ میں اس طرف اشارہ کیا گیا —— دیکھیں حضور علیہ السلام کی تکالیف اور مصائب اس قدر ہیں کہ ان کا تصوّر مشکل ہے۔ آپ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ "جتنی تکلیفیں مجھے دی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں دی گئیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ سب سے زیادہ تکلیفیں اللہ کی راہ میں انبیاء علیہم السلام کو دی گئیں اس کے بعد ایمان و یقین کے اعتبار سے جو ان کے جتنے زیادہ قریب ہوگا، اسے اسی قدر تکالیف و مصائب سے دوچار ہونا پڑے گا یہ قدرت کا نظام ہے —— اور سورۂ عنکبوت کی ابتداء میں ہے:۔

"کیا لوگ خیال کرتے ہیں یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں، چھوڑ دئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائیگی"؟

اس راہ میں آزمائشیں آتی ہیں لیکن آدمی صبر و استقامت اور حوصلہ و تحمّل سے کام لے تو اس پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے بڑا اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے اور اسی کی وجہ سے خداوند قدوس کی رضا، اس کا قرب و اتصال نصیب ہوتا ہے۔ چونکہ سرکارِ دو عالم علیہ السلام کو راہِ خدا میں سب سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ اس لئے قرب و اتصال کی سب سے زیادہ عظیم منزل بھی آپ کو نصیب ہوئی اسی کا نام معراج ہے۔ ایک انسان جب خلوص کے ساتھ ایمان کی دعوت کو قبول کرتا ہے۔ اس راہ کے عملی تقاضوں کو پورا کرتا ہے کوئی مصیبت و تکلیف آتی ہے تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اس پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر اس بندہ سے راضی ہو جاتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت حاصل ہو گئی۔ وہ سب سے بڑا کامیاب و بامراد ہے —— اور یاد رکھیں کامیابی کی منزل اتباع رسولؐ کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی، اور جسے اتباع رسولؐ نصیب ہو جاتی ہے وہ اس راہ میں شبیر کی مانند سیدھا چلتا چلا جاتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت مند نہیں —— سچ ہے: ؎

آقاؐ تری معراج کہ تُو لوح و قلم تک پہنچا
اور مری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

اللہ تعالےٰ ہمیں اتباعِ رسولؐ کی دولت بیکراں سے نوازے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین!

### بقیہ : احادیث الرسولؐ

کسی دوسری قوم کے ساتھ تشبیہ پر سخت وعید ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ جو قوم کسی دوسری قوم کے ساتھ تشبہ اپنائے گی اس کا انجام و حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ آپ نے ایسے مردوں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو اپنی جنس کے وظائف زندگی کو چھوڑ کر غیر جنس کے وظائف زندگی کو اپناتے ہیں۔

آج کل ہمارے معاشرے میں جس قسم کی بے راہروی ہے وہ بالکل واضح ہے کہ مرد اپنی خداداد شکل و صورت، اپنے مردانہ جوہر اور صفات فیشن کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں تو عورتیں اپنا قدرتی حسن و جمال اور اپنی حیا و عفت اور شرم و حیا کو بیچ چوراہے کے تباہ کر چکے ہیں۔ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ؎

خدا کے فضل سے دونوں میاں بیوی مہذب ہیں
حیا اس کو نہیں آتی انہیں غصّہ نہیں آتا

قابل احترام خواتین کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صفات کی حفاظت کریں، اس کی تخلیق پر راضی رہیں اور مصنوعی ہتھکنڈوں سے کام لے کر اپنے آپ کو شمع محفل بنانے سے گریز کریں —— ایک بات بطور خاص عرض کر دوں گو وہ اس حدیث سے متعلق نہیں کہ ناخن پر لگائی جانے والی پالش سے نہ تو وضو ہوتا ہے نہ غسل، جو عورتیں ایسا کرتی ہیں وہ طہارت و پاکیزگی سے ہمیشہ محروم رہتی ہیں۔ انہیں اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور اس مکروہ چیز سے بچنا چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ آمین!

## گمشدہ سامان

۹ر اپریل کی آیت کریمہ کو کسی صاحب کا سامان گم ہو گیا تھا وہ مل گیا ہے عبدالحمید کاتب خدام الدین سے آ کر لے لیں۔

(ادارہ)

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَیدالله انور مدّظلہم ○

الحمد لله وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : خصوصًا علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیا و علیٰ اٰلہٖ و صحبہ ومن بھدہ مقتدی۔ امّا بعد : اعوذ بالله من الشیطٰن الرّجیم : بسم الله الرحمٰن الرحیم :-

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۔ ۔ ۔ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۔

صدق الله تعالیٰ العلی العظیم (الفاطر:۱۰)

محترم حضرات و معزز خواتین!

سورۂ فاطر کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :۔

"جو شخص عزت چاہتا ہو سو اللہ ہی کے لئے سب عزت ہے۔ اسی کی طرف سب پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں اور نیک عمل اس کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ بُری تدبیریں کرتے ہیں انہی کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی بُری تدبیر ہی برباد ہوگی"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

یہ مکی سورۃ ہے اور مکی سورتوں میں بالعموم اصلاح عقائد اور سابقہ اقوام کے حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ اس سورت میں بھی اسی قسم کے مضامین ہیں حضرت لاہوری قدس سرہٗ سورت کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :۔

"مجازات (بدلہ، جزا) سے پہلے جس تنبیہ کی ضرورت ہے وہ بذریعہ ارسال رسل ہوگی (رسول بھیج کر) تاکہ گرفت کے وقت یہ کہنے نہ پائیں کہ ہمیں بلا اطلاع گرفت کی گئی"۔ (ص ۶۹۳)

اور جس رکوع کی یہ آیت ہے اس کے خلاصہ کو ذکر کرتے ہوئے حضرت نے لکھا کہ :

"جس طرح کھارا اور میٹھا دریا یکساں نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح وحی سے استفادہ کرنے والے اور معرض (اعراض برتنے والے) برابر نہیں ہو سکتے۔ (ص ۶۹۵)

اور اس آیت کے ضمن میں آپ نے تحریر فرمایا کہ

"اگر عزت چاہتے ہو تو بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ملے گی۔ اس کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ توحید کا اقرار اور عمل صالحہ ہو"۔

## اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد

حضور نبی کرم، قائدنا الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی آمد و بعثت سے پہلے دنیا اور بالخصوص جزیرۃ العرب کے لوگوں کی جو حالت تھی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ جب مسلمانوں نے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور کفارِ مکہ نے اپنا وفد وہاں بھیجا جو بہت سے تحائف بادشاہ کے پاس لے کر گئے تاکہ بادشاہ کو شیشہ میں اتار کر مسلمانوں کو واپس لایا جا سکے۔ مظلوم مسلمانوں کا مکہ معظمہ سے غربت و مسکینی کے عالم میں نکل جانا اور اپنے لئے کسی مامن اور جائے امن کا تلاش کر لینا بھی ان لوگوں کو گوارا نہ تھا وہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ یہیں پڑے رہیں ۔۔۔ ظاہر ہے کہ وہ اسلام نہیں چھوڑیں گے تو ہمیں مشق ناز کا موقعہ ملتا رہیگا۔ بادشاہ نے مسلمانوں کی بات سننا اور اس کے بعد کوئی فیصلہ کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفر طیّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمائندگی کرتے ہوئے سب سے پہلے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام سے متعلق قرآنی آیات کی تلاوت کی اور بادشاہ کی اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہا کہ مسلمان معاذ اللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دشمن ہیں یا انہیں بہ حیثیت رسول و مقتدا تسلیم نہیں کرتے۔ انہوں نے قرآن کی آیات پڑھیں تو بادشاہ اپنے آنسوؤں پر کنٹرول نہ کر سکا۔ محمدّ کریم علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب میں جس کمالِ درجہ حزم و احتیاط اور اعتدال و توسط کے ساتھ حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر تھا وہ اس نے بھلا کب سنا تھا۔ قرآن نے بتلایا کہ عیسٰی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے جزو نہیں۔ یہودیوں کے کہنے کی طرح وہ معاذ اللہ کسی غلط تعلق کا نتیجہ بھی نہیں۔ ان کی والدہ محترمہ مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ پاکباز اور عفت مآب خاتون ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بن باپ پیدا ہونے والے ان کے فرزند ارجمند اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں ۔۔۔ ان کی نبوّت و رسالت، ان کا یہود کے سازشی منصوبے قتل سے بچ کر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور پھر قرب قیامت پر ایک خاص انداز سے ان کا نزول وہ قرآنی حقائق ہیں جن کا ایک مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ اور جو کوئی بدبخت ایسا کرے اسے حضور علیہ السلام کی امت میں اور آپ کے غلاموں کی فہرست میں شامل ہونے کا قطعاً شرف حاصل نہیں۔

بادشاہ کے لئے یہ باتیں خوب تھیں وہ ایک جویائے حق اور صاحبِ علم آدمی تھے اس کا دل پسیج گیا اور اس نے اپنی شفقت و مروّت کے بازو مسلمانوں کے لئے پھیلا دئے تاہم وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر بدنہاد کفارِ مکہ مسلمانوں کے کیوں دشمن ہیں۔ حضرت جعفر نے بتلایا جب ہم ذلتوں کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑے ہوئے تھے۔ تو یہ اس ہادی برحق اور اللہ تعالیٰ کے سب سے آخری نبی و رسول کا اعجاز ہے کہ اس نے ہم جیسوں کو معرفت خداوندی سے آشنا کیا۔ اس نبی برحق نے سینکڑوں جھوٹے معبودوں ٹھاکروں، ظالم و سفاک بادشاہوں ان کے جھوٹے آئین و قوانین، برادری و معاشرہ کے غلط بندھنوں سے نجات کا راستہ بتلایا اور صراطِ مستقیم کی نشاندہی کی ۔۔۔ بادشاہ ۔۔۔ ہم تو اپنی لڑکیوں کے دشمن تھے۔ کہ انہیں زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے آج ہم دوسروں کی بچیوں کی عزتوں کے بھی محافظ ہیں اور ہر کلمہ گو ہر کسی کی بچی کو اپنی بچی سمجھتا اور اس کی ناموس کے تحفظ کے لئے ہر خطرہ مول لے لیتا ہے ۔۔۔ یہ مؤثر تقریر بادشاہ نے سنی تو اس نے اس وفد کو ناکام واپس لوٹا دیا مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ جہاں چاہیں اور جس طرح چاہیں رہیں ۔۔۔ تو حضرات گرامی! یہ ایک واقعہ نہیں دسیوں واقعات ہیں جن سے اسلام سے پہلے اس معاشرہ کی زبوں حالی اور اسلام کے بعد ان کی وسعت پرواز کا پتہ چلتا ہے ۔۔۔ کتنا صحیح کہا نبض شناس ملّت شاعر نے کہ

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

(اگلے صفحے پر)

## صحابہ کرامؓ کا احساس

حضرات صحابہ علیہم الرضوان کو اس بات کا بجا طور پر احساس تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہماری تمام عزتیں اللہ تعالٰے کی بخشی ہوئی ہیں نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام۔ ہم ایک ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اسلام کے ذریعہ عزت بخشی —— یاد ہوگا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بیت المقدس کی چابیاں لینے مرکز خلافت سے شام تشریف لے گئے تو ان کے پاس محض ایک سواری تھی جس پر وہ اور ان کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ جناب فاروقؓ کے پیوند لگے کپڑوں کو دیکھ کر بعض حضرات نے درخواست کی کہ ذرا بہتر لباس پہن لیا جائے۔ کیونکہ دشمن سے پالا پڑے گا۔ تو آپ چمک کر بولے کہ نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام —— سوال یہ ہے کہ اسلام سے بڑھ کر کون سی چیز عزت بخشنے والی ہے۔ زرق برق لباس، خوشنما بنگلے برق رفتار سواری اور اسی قسم کے تکلفات میں عزت کہاں؟ عزت تو اسلام سے وابستہ ہے۔ کلمہ توحید کا اقرار اور اعمال صالحہ عزت کی بنیاد ہیں۔ کسی مادی تکلف کی ضرورت نہیں۔ ہم اسی حال میں جائیں گے اور اپنا مشن پورا کریں گے۔ چنانچہ وہ اسی طرح اسی لباس میں آگے بڑھے۔ دشمن عیسائیوں کے راہب و قسیس منتظر تھے محمدؐ عربی علیہ السلام کے غلام کے۔ وہ مسلمانوں کے امام عادل کی راہ تک رہے تھے۔ اب اتفاق سے باری غلام کی تھی۔ آپ اونٹ کی نہار تھامے آگے بڑھ رہے ہیں۔ عیسائی راہب اور ان کے مقتدی و مرید لوگوں کے لئے یہ عجیب سماں تھا ان کے لئے یہ نئی بات تھی لیکن جناب ایسا ہونا تھا۔ ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل۔ اللہ تعالٰے نے اپنے آخری رسول کے رفقاء کے یہ حالات تو توراۃ و انجیل میں ذکر فرما دیئے تھے۔ گو یہودی اور عیسائی ان حالات کو چھپاتے لیکن آج ان کے لئے چھپانا مشکل تھا اب بیت المقدس تثلیث کے بیٹوں کے قبضہ میں نہیں رہ سکتا تھا۔ امام الانبیاء، صلی اللہ تعالٰے علیہ و اصحابہ وسلم معراج کی رات یہاں نماز پڑھا کر بتلا گئے تھے کہ حق حقدار کو ملنے والا ہے عمرؓ آگے بڑھتے ہیں، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، دل خشیتِ الٰہی سے لبریز ہے، لب ہل رہے ہیں ان پر اللہ تعالٰے کی تسبیح و تقدیس کے زمزمے ہیں اور کبھی کبھار یہ جملہ فضا میں بلند ہوتا ہے۔ نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام۔

محترم حضرات! قرآن نے بتلایا کہ و تعزّ من تشاء و تذلّ من تشاء صرف اللہ تعالٰے کی ذات ہے۔ عزت ملے گی تو اسی عزیز آقا کے دربار سے، اس کی چوکھٹ اور اس کے آستانہ سے چمٹ جاؤ، وہاں جبینِ نیاز گاڑ دو۔ آنسوؤں کا نذرانہ اس کے حضور پیش کرو، اپنی عبدیت کا مظاہرہ کرو، اس کے مالک و معبود ہونے کا اقرار و اعتراف کرو، عزتیں تم پر جی جان سے نثار ہوں گی لیکن اس کے آستانہ کو چھوڑ کر، اس معبودِ حقیقی سے اعراض و انحراف کر کے عزت حاصل ہو جائے ناممکن؟

ایسے لوگ قرآن کی زبان میں منافق کہلاتے ہیں —— بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما۔ اے پیغمبر! منافقوں کو رسوا کن عذاب کی خوشخبری سنائیں جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے یاری گانٹھتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت کے متلاشی ہیں۔ یاد رکھو فان العزۃ للہ جمیعا۔ ہر قسم کی عزت کے خزانے صرف اللہ تعالٰے کے قبضہ قدرت میں

(باقی ۱۸ پر)



## ایک حدیث

محمد سعید الرحمٰن علوی

# مہمان کا اکرام

نشریہ ریڈیو پاکستان لاہور
۲۷ر مئی ۱۹۸۱ء
۵ بجے شام

****************************************

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و صحبہ ومن تبعھم الی یوم عظیم: اما بعد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

عن ابی شُرَیح الکعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہٖ وسلم قال من کان یومن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضَیفَہٗ جَائِزَتُہٗ یَومٌ وَّلَیلَۃٌ والضیافۃُ ثلٰثۃ ایام فما بعد ذالک فَھُوَ صَدَقَۃٌ وَّلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَّثوِیَ عِندَہٗ حتّٰی یُحَرِّجَہٗ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت شریح الکعبی رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ و اصحابہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالٰے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت افزائی کرے۔ خاطر مدارت کا عرصہ تو ایک دن ایک رات ہے اور مہمان کی ضیافت کا وقت تین دن تین رات! اس کے بعد کی مہمان نوازی صدقہ و خیرات ہے اور مہمان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے میزبان کے یہاں زیادہ عرصہ نہ ٹھہرے کہ وہ غریب تنگ آ جائے۔

اسلامی معاشرت میں مہمان کی عزت افزائی اور اس کا اکرام بہت ضروری اور لازم ہے۔ یوں دیکھا جائے تو اسلام کا دامن رحمت اتنا وسیع ہے کہ وہ انسان چھوڑ جانوروں کے سلسلہ میں بھی ترحم و شفقت کی تعلیم دیتا ہے اور جہاں تک انسان کا معاملہ ہے اختلاف عقیدہ و فکر کے باوجود وہ نیکی، مروّت اور حسنِ سلوک کو لازمی گردانتا ہے اس کے بعد مسلم برادری میں تعلقات کا یہ سلسلہ اور زیادہ مربوط و مستحکم ہو جاتا ہے کہ اس میں وہ عظیم روایات دو بندوں کے درمیان قدر مشترک ہوتی ہیں جس کے مبلّغ و منّاد حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم تھے اور جن کی بنیاد پر انسانیت کی نجات کا وعدہ ہے۔ یہ تعلقات کا دائرہ جتنا جتنا تنگ ہوتا چلا جاتا ہے انسان کے فرائض اسی تناسب سے بڑھتے چلے جاتے ہیں مثلاً مسلم برادری کے بعد خاص اپنا قبیلہ اور کنبہ ہے پھر اپنے بچوں جیسے عزیزوں کا معاملہ ہے تو اپنے والدین جیسے رشتہ داروں کا دائرہ ہے۔ ہر دائرہ میں تعلقات کی اپنی نوعیت ہے۔ اور اس سلسلہ میں فریقین کے حقوق و فرائض جدا جدا ہیں۔ جہاں تک مہمان کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی کسی کے گھر پر آ کر اترتا ہے تو کسی خاص نسبت کی وجہ سے ہی، جو اس طرح پیار و محبت کا ادّعا لے کر آیا ہے وہ اس بات کا بجا طور پر مستحق ہے کہ اس کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کئے جائیں بلکہ اگر کبھی ایسی شکل ہو جائے کہ کسی سے پہلے سے شناسائی نہیں یا ہے لیکن وہ اپنے ذوق و مسلک کا آدمی نہیں لیکن جب اس پر مہمان کا اطلاق ہو گیا تو وہ اکرام و تعظیم کا بہرحال مستحق ہے سیرتِ نبویؐ میں یہودی

کا آپ کے یہاں مہمان ہونا اور آپ کا اس کی خوب خاطر مدارات کرنا ثابت و معلوم ہے ——— یہودی اپنی سرشت کے پیشِ نظر زیادتی کا ارتکاب بھی کر کے گیا لیکن جبینِ رحمت پر کوئی بل نہ آیا کہ وہ مہمان تھا۔

حضور نبی رحمت علیہ السلام نے مہمان کی خاطر مدارت یعنی تکلفات و احسان اور گھر کے معمولات سے کسی قدر بڑھ کر اہتمام کرنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ رات دن یعنی ۲۴ گھنٹہ تک اس طرح کی صورت مہمان کی عزت افزائی کے لئے ضروری ہے لیکن اس میں یہ بھی ضروری ہے، کہ اہتمام و تکلّفات کا سلسلہ ایسا نہ ہو کہ چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے والی بات ہو جائے اور آدمی مہمان نوازی کرتے کرتے قرض کے بوجھ کا شکار ہو جائے عام نوعیت کی مہمان نوازی کی مدت تین دن تین رات ارشاد فرمائی اور اس سے زیادہ وقت کی مہمان نوازی کو صدقہ و خیرات سے تعبیر فرما کر مہمان کو بھی نصیحت کی کہ اتنا عرصہ نہ ٹھہرو کہ میزبان تنگی کا شکار ہو جائے۔ ہاں اگر کسی کے ساتھ بہت ہی زیادہ بے تکلفی کا معاملہ ہے تو اس کی حیثیت الگ ہوگی۔

لیکن دین فطرت کے ضابطے عام نوعیت کے ہوتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے مہمان نوازی کی اہمیت جتلانے کی غرض سے ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ جس کا ان ازلی اور لابدی حقائق پہ ایمان ہے اسے مہمان کا اکرام کرنا چاہیے۔

بعض احادیث سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی اور ملّی کاموں میں مشغول لوگ اِدھر اُدھر جائیں اور وہاں کے لوگ خیال نہ کریں اور حق مہمانی ادا نہ کریں تو زبردستی حق مہمانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کی روایت امام بخاری اور امام مسلم قدس سرہٗ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

ایک حدیث میں جس کے راوی ابو احوص جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہیں فرمایا گیا کہ اگر کوئی تمہاری مہمانی کا حق ادا نہ کرے تو جواب میں اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو بلکہ حسن سلوک کا مظاہرہ کرو۔

ایک حدیث میں صاحب تقویٰ و صلاح مہمانوں کو اور زیادہ خیر و برکت کا باعث بتلایا گیا۔ کہ اس قسم کے آدمی کی خاطر تواضع زیادہ اجر کا باعث ہے۔

عام حالات میں بھی مل جل کر کھانا کھانے کو برکت کا باعث بتلایا گیا لیکن مہمان کے ساتھ مل کر کھانے کی زیادہ فضیلت ہے۔ اور یہ بھی تاکید ہے کہ اگر تمہارا پیٹ جلدی بھر گیا تو بھی کسی نہ کسی درجہ میں آخر تک مہمان کے ساتھ مشغول رہو تاکہ وہ بھوکا نہ رہے۔ خود حضور علیہ السلام کی عادت مبارک یہ تھی کہ مہمان کے ساتھ آخر تک آپ مشغول رہتے اس کا یہی طریقہ ہے کہ آہستہ آہستہ آدمی کھانا کھائے پھر بھی سیر ہو جائے تو مہمان کی رعایت میں آخر تک شامل رہے۔

بعض مہمان خواہش کے باوجود تکلف سے کہہ دیتے ہیں کہ مجھے بھوک نہیں۔ اس کو حضور علیہ السلام نے منع کیا اور فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو اکٹھا نہ کرو۔

مہمان کا استقبال دروازہ سے باہر نکل کر کرنا اور رخصتی کے وقت دروازہ سے باہر تک چھوڑنا سنّت ہے۔

یہ مختصر خلاصہ ہے مہمان کے سلسلہ میں تعلیمات نبویؐ کا ——— اللہ تعالےٰ حسن عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین!



# خطبۂ صدارت

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء لکھنو)

گذشتہ ماہ اپریل کی ۱۷، ۱۸، ۱۹ تاریخ کو ہندوستان کی مشہور عالم درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں "ادبیات اسلامی" پہ ایک بین الاقوامی سمینار منعقد ہوا جس میں دنیا بھر کے اسکالر شریک ہوئے اور عربی، اردو، انگریزی اور فارسی زبانوں میں مقالات پیش کئے گئے۔ احقر مدیر خدام الدین کو بھی اس مجلس علمی میں شرکت کا دعوت نامہ ملا تھا لیکن دونوں ممالک کے درمیان آمد و رفت کے گھمبیر مسائل کے پیشِ نظر شرکت نہ ہو سکی۔ دارالعلوم کے مہتمم اور فاضلِ اجل حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا خطبۂ صدارت پیش خدمت ہے۔ رپورٹ اور سفارشات کے لیے انتظار فرمائیں ——— (ادارہ)

حضرات! آپ عربی زبان و ادب کے ماہر ہیں، عالم اسلام میں اس زبان کے چوٹی کے افراد میں آپ کا شمار ہے۔ بحث و تحقیق کے میدان میں اور تالیف و تصنیف کے ضمن میں آپ کا نام بہت نمایاں ہے ہم آپ کی ذہنی اور علمی تربیت سے واقف ہیں۔ اور ہمیں مسرت ہے کہ ہم آج اس مقام پر آپ کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں جہاں عربی زبان ایک غیر ملکی زبان کی حیثیت سے بولی اور سمجھی جاتی ہے اور اس قرآن مجید کی زبان میں آپ کا استقبال کر رہے ہیں جس قرآن نے ہمیں اور آپ کو عربی زبان کی محبت بخشی اس کو پڑھنے پڑھانے میں اپنی عمریں صرف کرنے کی توفیق دی قرآن یہی وہ واحد و یکتا کتاب ہے جس کے لیے ہم سب نے اپنی زندگیاں صرف کی ہیں دن رات ایک کر دیئے نوجوانی کی صبح پیری کی شام تک اس کی خدمت کو اپنا محبوب وطن مشغلہ بنایا۔ اس زبان کی اہمیت اور اس کی محبت نے ہمیں اپنی مادری زبانوں اور ملک وطن کی بولیوں پر اس زبان کو فوقیت دلائی ہم نے اس زبان کو آگے رکھا اور اپنی مقامی زبانوں کو پیچھے اگر قرآن کریم اس زبان میں نہ اترا ہوتا، اگر یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان نہ ہوتی اور اگر عربی اور اسلامی علوم کا عظیم کتب خانہ نہ ہوتا جو دنیا کا عظیم ترین علمی سرمایہ ہے اور جس کی تعمیر و ترقی میں علماء عرب و عجم دونوں نے اپنا خون پسینہ ایک کر دیا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ایک ایسا غیر عرب ملک اس کی جرأت نہ کرتا کہ عربی زبان و ادب پر ایک بین الاقوامی سیمنار منعقد کرے اور عرب دنیا کے چوٹی کے ادباء و مفکرین اور محققین کو دعوت دے جبکہ اس سرزمین پر خود لسانی بنیاد پر جنگ و جدل قائم ہے اور مختلف تہذیبیں اور انواع و اقسام کے تمدن آپس میں برسرپیکار ہیں اور جس سرزمین کے خمیر میں یہ زبان داخل نہیں ہے اور آب و ہوا کا تقاضا ہے نہ کوئی تاریخی و اقتصادی یا سیاسی تعلق ہے وہاں ایسے سیمنار منعقد کرنے میں اگر قرآن کریم کا رشتہ نہ ہوتا تو یقینی جھجک محسوس ہوتی۔ دوسری تہذیب کی خوشہ چینی کے طنز کا خوف ہوتا، ایک فضول دقتی سمجھی جاتی اور اگر ایسا کرتے بھی تو بہانے تلاش کئے جاتے اور "تاویلیں" ڈھونڈیں جاتیں۔

حضرات؛ ادب عربی پر یہ بین الاقوامی سمینار ایک ایسی سرزمین پر منعقد ہو رہا ہے جہاں کبھی بھی عربی زبان ملکی زبان نہیں رہی ہے۔ دفتری اور سرکاری ضروریات کے لیے کبھی استعمال نہ ہوئی اور نہ آپس کے خط و کتابت میں اس زبان کو استعمال کیا گیا ہے اگرچہ قرآن پڑھنے والے قرآن کی زبان میں عبادت کرنے والے اور دعائیں کرنے والے دل و جان سے اس کو عزیز رکھتے ہیں، ایسا کیوں نہیں ہوا۔ کہ عربی زبان اس سرزمین کی سرکاری یا قومی زبان ہوتی اگر ہمارے عرب مہمان معاف کریں تو میں یہ کہوں گا کہ کچھ ذمہ داری ان کی بھی تھی اگر لسانی اور ثقافتی بہاؤ جس نے مصر و شام و عراق کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اگر اس برصغیر کی حدود تک پہنچ جاتا اور جس طرح مشرق عربی میں اس نے اپنا مقام پیدا کر لیا اور جزیرہ عرب سے پھوٹنے والی کرنیں اسلامی ثقافت کا اجالا لیے ہوئے اطراف و

اکناف کے ممالک میں پھیل گیئں۔ اسی طرح اگر ادھر بھی ان کا رخ ہوتا تو شاید آپ کو آج کسی مترجم یا ترجمان کی ضرورت نہ ہوتی ـــــ اگرچہ عربی زبان اس ملک کی قومی زبان نہیں رہی ہے اور عوام کو اس سے کوئی سروکار نہیں رہا ہے پھر بھی اس برصغیر کا تعلق عربی زبان اور عربی زبان میں تالیف وتدوین سے تعلق بہت قدیم ہے اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت تھی کہ صدیوں سے یہ ملک کتاب وسنت کے علوم سے وابستہ رہے اور اس وابستگی کے سبب تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اور شروع سے ہی دین کی دعوت دینے والوں اور اس کی خاطر قربانی کرنے والوں کے آنے کا سلسلہ قائم رہا۔ دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں عظیم محدّث الربیع بن صبیح السّعدی اس سرزمین پر آئے جس کے بارے میں کشف الظنون میں چلپی نے لکھا ہے کہ وہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام کی تاریخ میں تصنیف کا کام کیا جیسا کہ دوسروں نے کیا ہے اسلامی علوم کا پہلا مصنف وہ عبدالملک بن شہاب کے ساتھ نکلے تھے اور سرزمین ہند پر ۱۶۰ھ میں وفات پائی" اور آغاز کر گئے ایک علمی زندگی کا بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی ایک داغ بیل ان سے پڑ گئی اور آنے والی نسلوں کے لیے انہوں نے اس سرزمین پر تصنیف وتالیف کے لیے ایک تخم ڈال دیا۔

کتاب وسنت جس سے ایمانی وابستگی اور عقیدہ کا تعلق ہے اور جس کی عظمت اپنی جگہ مسلّم ہے برصغیر کے علماء نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عربی زبان وادب پر بھی توجہ دی چنانچہ عربی زبان وادب سے اس سرزمین کا تعلق بہت قدیم ہے وہ ہمیشہ زبان وادب سے وابستہ رہے اور ان سے تعلق رکھا۔ شیخ بن محمد الصغانی (متوفی ۶۵۰ھ) عربی لغت کے ان ماہرین میں سے ہیں۔ جنہوں نے لغت نویسی کی بنیاد ڈالی وہ اسی برصغیر میں پیدا ہوئے، پلے اور بڑھے۔ اور لاہور میں اپنی تعلیم مکمل کی اور اپنے وطن سے زندگی بھر وابستہ رہے۔ ان کے متعلق سیوطی نے لکھا۔

"سادت تصانیفہ الرکبان وخضع لعلمہ علماء الزّمان" یعنی ان کی تصنیفات قافلہ لے کر سفر کرتے اور وقت کے تمام علماء نے اس کا لوہا مانا ہے وہ عربی زبان کے علمبردار تھے الذّہبی نے لکھا کہ لغت کے معاملہ میں وہ مرجع تھے دمیاطی نے لکھا ہے کہ وہ لغت فقہ اور حدیث میں امام وقت تھے۔ ان کی تصانیف میں مجمع البحرین فی اللغۃ اور النوادر فی اللغۃ والتراکیب اور دوسری کتابیں بھی ہیں جن میں حیوانات کے اسماء جمع کئے گئے ہیں اور نحو میں بھی ان کی تصنیفات ہیں۔

علماء ہند کا عربی زبان وادب سے تعلق صدیوں سے چلا آرہا ہے اور یہ تعلق کسی ایک موضوع کا پابند اور جامد نہیں رہا۔ جیسے وہ ہمیشہ لغت ہی کی کتابیں مرتب کرتے رہے ہوں۔ اور فرہنگیں لکھنا ہی ان کا کام ہوتا بلکہ دوسرے میدانوں میں ان کی ذہانت اور ان کے طبائع کا جوش اور ذہنی اپج نمایاں ہے اور عربی زبان میں ان کی خدمات ایسی ہیں جن کی پورے عالم اسلام میں مثال نہیں مل سکتی جیسے علامہ محمد طاہر پٹنی (متوفی ۹۶۹ھ) کی کتاب مجمع بحار الانوار چار ضخیم جلدوں میں ہے جس میں حدیث نبوی کے الفاظ کی تحقیق ہے۔ علامہ سید عبدالحی حسنی نے اپنی کتاب نزھۃ الخواطر میں اس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

"مولّف نے اس کتاب میں حدیث کے تمام مشکل الفاظ جمع کر دیئے ہیں۔ اہل علم اس کے اعتراف اور اس کی قدر دانی پر ایک زبان ہیں انہوں نے یہ کارنامہ انجام دے کر اہل علم پر بڑا احسان کیا۔ اور علمائے اسلام کی خدمات الفاظ حدیث کی تشریح میں کافی ہیں جیسا کہ علم حدیث سے شغف رکھنے والے علماء کو معلوم ہے لیکن حدیث پڑھانے والے اساتذہ جانتے ہیں کہ جن کو فن میں رسوخ حاصل ہے اور جو تدریس کے وقت علمی دشواریوں سے گذرتے ہیں کہ یہ کتاب کس درجہ کی ہے اور مصنّف کی نظر حدیث پر کتنی وسیع تھی اور انہوں نے کس درجہ اس کام میں عرق ریزی کی ہوگی۔

اہل نظر جانتے ہیں کہ جن کو پڑھانے یا تصنیف وتالیف کا تجربہ ہے۔ وہ واقف ہیں۔ کہ علمی اصطلاحات کس درجہ نازک علم ہے۔ اصطلاحات کی تشریح اور ان کے مفہوم کا تعیّن، بات کی تہ اور لب لباب کو بتانا بڑا نازک ترین کام ہے مصطلحات کی تشریح کرنے والے کی ذمہ داری فضائی وبحری جہازوں کے راستہ



بتلانے والے نقشوں سے کم درجہ کی نہیں ہے کیونکہ اگر ذرا بھی غلطی ہو تو بحری جہاز ڈوب سکتا ہے اور فضائی جہاز خاکستر ہوسکتا ہے اس فن کو سمجھنے میں اصطلاح کی ذراسی بھی غلطی پڑھنے والے کو جہل کی تاریکی میں بھٹکا کر چھوڑ سکتی ہے۔

علماء ہند کی بلند ہمتی کہہ لیجئے یا ان کی خود اعتمادی کا نتیجہ یا عرب لٹریچر پر ان کے رسوخ اور اعتماد کا مظہر کہ انہوں نے اس نازک ترین موضوع کو اپنی تالیف کا میدان بنایا۔ اس موضوع پر علماء ہند کی خدمت ہیں اور بعد کے تمام مصنفین نے انہیں کو اپنا مرجع تسلیم کیا ہے۔ شیخ عبدالغنی احمد نگری نے اپنی کتاب جامع العلوم جو دستور العلماء کے نام سے مشہور ہے اور چار جلدوں میں ہے۔ شیخ محمد اعلیٰ تھانوی (یہ دونوں بارھویں صدی کے علماء میں سے ہیں) اپنی کتاب کشاف اصطلاحات الفنون کے ذریعے تمام علمی وادبی دنیا میں خراج تحسین وصول کیا۔ کیونکہ یہ کتاب ہزاروں صفحات کی ورق گردانی اور سینکڑوں کتابوں کے مطالعے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنی معلومات کا نچوڑ اور اپنے علوم کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے جیسے شہد کی مکھی مختلف باغوں کے پھول پھل کو چوس کر شہد خالص تیار کر دے۔ علامہ سید مرتضےٰ بلگرامی جو مرتضیٰ زبیدی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے لغت نویسی کے فن کو نقطہ عروج تک پہنچا دیا ان کی کتاب تاج العروس کی شرح القاموس جیسی ضخیم جلدوں میں واقع ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے دنیا کی کسی زندہ زبان میں ایسی لغت نہیں پائی جاتی جو اپنی باریک بینی اور اس درجہ تحقیق کے ساتھ تیار کی گئی ہو۔ یہ درحقیقت لسانی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مرتضے زبیدی ہندوستان ہی کے ایک شہر میں پیدا ہوئے اور وہ شہر اس جگہ سے بہت زیادہ دور نہیں ہے جہاں آج ہم اور آپ جمع ہیں۔ بلگرام بہت سے ادباء وشعراء اور مورخوں کا شہر رہا ہے جن میں سر فہرست مولانا غلام علی بلگرامی کا نام آتا ہے جو عربی کے نبض شناس ادیب اور قادر الکلام شاعر تھے عربی میں ان کے سات دیوان ہیں انہوں نے فن عروض میں اضافے کئے ہیں نازک بیانی تلاش خیال آفرینی میں ان کا جواب نہیں تاج العروس کا جہاں تک تعلق ہے وہ علمی دنیا کی شہرہ آفاق رکھنے والی کتاب ہے۔ اس کے نقل کرنے اور اس کی ایک کاپی حاصل کرنے میں سلاطین وقت اور شاہان عالم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

ادب عربی کی تاریخ میں ایک بات جو ذکر کے لائق ہے اور کاروان ادب کے راہرو اور اس کی منزل بمنزل پیشقدمی کا جائزہ لینے والوں کے لیے نوٹس لینا ضروری ہے کہ ہند فارسی ادب وثقافت کے زیر اثر رہ چکا ہے اور فارسی عربی زبان وادب کے خانۂ کرم کا ایک خوشہ چین تھا اس نے اپنے مختلف زبانوں میں ایسے افراد پیدا کئے۔ ادب روایتی طرز بیان سے بلند ہو کر اپنا اسلوب متعارف کرایا۔ روایتی ادب جو ایک زمانہ میں پوری عرب دنیا پر چھایا ہوا تھا اور "مقامات حریری" جب ادبی اسٹیج پر سامنے آیا اور ابو زید السروجی نام کا ایک کردار بہروپیہ کی شکل میں نمایاں ہوا وہ ایک ادبی معیار بن گیا جس کی انشاء وتحریر میں تقلید کی جاتی تھی اس کا اثر طبائع پر اور ادبی تحریروں میں اسی طرح رچ بس گیا جیسے موسم کا اثر نباتات پر، یا دبا کا اثر اجسام انسانی پر پڑتا ہے اور جس کے اثر سے یہ کمزور محفوظ رہتا ہے۔ مضبوط، بیمار، تندرست عالم عرب بلکہ عالم اسلام پر طرز حریری کا ایک بادل چھایا ہوا تھا لیکن اسی زمانہ میں عربی افق بعید یعنی ہندوستان میں ایسے لوگ پیدا ہوئے جیسے اندھیری رات میں جگنو ہوں انہوں نے سلامت طبع اور فکر بلند اور فطری ذوق کا ثبوت دیا۔ ہندوستان میں جو روایتی اسلوب سے انحراف کرتے ہوئے صحیح زبان کی خدمت اور ذوق کی پرورش کا یہ انداز ایک ایسی بدعت سے کم نہ تھا کیونکہ اس دھارے کے خلاف تھا جو عالم شرق و غرب میں بہہ رہا تھا۔ یہ بات قابل غور ہے اور اس لائق ہے کہ علمی تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔

ان چند افراد میں جو غیر مسجع نثر میں لکھتے تھے اور ان کی تحریر میں آمد اور روانی ہے وہ وقت کی رو کے خلاف قافیہ آرائی اور تصنع سے بلند ہے ان میں ہم علامہ محمود جونپوری کا نام لے سکتے

ہیں جو اسی صوبہ کے ایک شہر میں پیدا ہوئے ۱۰۶۲ھ میں وفات پائی جس کی کتاب الفوائد۔ شرح الفوائد ہے۔

اگرچہ ہندوستان کو اس معاملہ میں سبقت حاصل نہیں ہے کہ صنائع و بدائع کے فنون سے آراستہ عبارت آرائی اور قافیہ بندی کے بندھنوں سے آزاد ہونے والوں میں اس کا پہلا نام ہے اور وہ لوگ جو طبیعت کی آمد اور مزاج کے فطری بہاؤ کے مطابق رکھتے ہیں ان کے درمیان اولیت اس کے حصہ میں آئی اس اولیت کا شرف تو علامہ ابن خلدون کو حاصل ہے جو بلاشبہ علامہ وقت اور فلسفہ تاریخ کے ماہر تھے جن کے مقدمہ کے تاریخ نے عقل دانوں کی قیادت کی ہے اور علمی تحقیق کا اسلوب نکالا ہے۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ہندوستان میں کوئی صاحب علم و فکر ادیب نہ پیدا ہوا ہو جس نے ابن خلدون کی طرح تصنع سے بری طرز تحریر ایجاد کیا ہو۔ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۷۶) میں اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں فکر کے ساتھ اور اپنے سوکھے مضمون اور اسرار شریعت کی وضاحت اپنے اسلوب میں کی ہے جس میں روایتی ادب و انشاء کی کوئی چھاپ نہیں ہے۔ بے روح قافیہ آفرینی حریری کی لاطائل تقلید کے بجائے انہوں نے اپنا عالمانہ اسلوب پیدا کیا جو زبان کی پاکیزگی اور سلاست ذوق کا اسی طرح نمائندہ ہے جس طرح فکر بلند اور علم وسیع کا حجۃ اللہ البالغہ کا وہ باب جس کا عنوان۔ ہے امہ دینہ العجمۃ غنۃ بعثۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عجمی تمدن، ہر باب اپنی سادگی سلاست روانی اور جوش میں بے نظیر ہے مقدمہ ابن خلدون کے بعد اس باب کو پڑھیے اور اس زبان کی شیرینی اور علم کی فراوانی کو دیکھیے تو اعتراف کے بغیر چارہ کار نظر نہ آئے گا

شاہصاحب کے بعد بھی سرزمین ہند میں متعدد علماء اور اہل قلم پیدا ہوئے جو سوانح نگاری اور تاریخ نویسی میں ممتاز ہوئے اور ان کی تحریریں ان کے معاصرین سے مختلف تھیں جو عرب ممالک میں تھے ان کی تحریروں میں سادگی اور شیرینی سلاست و قوت کا عنصر نمایاں ہے ان میں خاص طور پر قابل ذکر علامہ محسن بن یحییٰ الترہنی ہیں جن کی کتاب الیانع الجنی فی اسانید الشیخ عبدالغنی ہے اور جس کے اندر خالص عربیت کی روح جھلکتی ہے اور انداز بیان بہت شگفتہ ہے اور ایک ماہر فن ادبی صلاحیت کا نمونہ ہے اور علامہ ہند نواب سید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷) اور مورخ کبیر علامہ سید عبدالحی الحسنی صاحب نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والمناظر جو آٹھ جلدوں میں ہے (وفات ۱۳۴۱ھ) کے نام اس ضمن میں آتے ہیں۔

اس موقع پر مجھے اجازت دیجیے کہ ندوہ کے جشن ۸۵ سالہ کے موقع پر جو میں نے عرض کیا تھا اس کی چند سطریں یہاں دہراؤں یہ جشن ۲۵ سے ۲۸ شوال تک ۱۳۹۵ھ میں منعقد ہوا تھا۔

علماء ہند کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر ہند میں ادبی تحریک کی قیادت کی ہے اور زبان و ادب کے ستون پائے گئے ہیں۔ جن پر ادب کا قلعہ قائم ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اسلوب کا مالک ہے اور اپنے مقلدین کی ایک جماعت رکھتا ہے اور بہت سے ان میں ایسے تھے جنہوں نے تحریر و انشاء شعر و ادب نقد و بیان میں اپنی راہ خود نکالی اور طرز نو کے موجد سمجھے گئے اور آج تک ان کی کتابیں اپنے اپنے موضوع پر مرجع و ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہاں علماء و ادباء کے درمیان وہ خلیج نہیں ہے جو بعض عرب ممالک میں پائی جاتی ہے اور جہاں ادب کی ذمہ داری غیر علماء کے ہاتھوں میں ہے اور ایک وہ طبقہ ہے جو شعر و ادب کی میراث سنبھالے ہوئے ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس کو اس سے سروکار نہیں اس کو صرف علوم شریعت سے تعلق ہے اسی نے دین و ادب دونوں کو نقصان پہنچایا ہے۔

ندوۃ العلماء کا یہ ادارہ جہاں آپ اس وقت جمع ہیں ان سرخیل اداروں میں سے ہے جہاں سے پہلی مرتبہ یہ آواز اٹھی کہ دین و ادب کی شاہراہیں الگ الگ نہیں ہیں اس لیے دونوں گروہوں کو ساتھ ساتھ چلنے کی دعوت دی یعنی دعوت و تبلیغ دین کا گروہ اور ادیبوں اور انشاء پردازوں تاریخ و تنقید کے دانشوروں کا گروہ ندوہ نے ادب کی اجارہ داری کو تقسیم نہیں کیا اس تقسیم کو ختم کرنے اور دونوں کو ایک ساتھ چلنے کی دعوت ندوہ کے ایک ذمہ دار نے جس وضاحت سے پیش کی تھی اس کا ایک نمونہ میں پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔



وہ ادب جس کو تقلید اور روایت سے سب سے زیادہ انکار اور لکیر کا فقیر بننے سے سب سے زیادہ عار ہونا چاہیے تھا اور جس کے خمیر و سرشت میں جدت و جرأت، ذہانت، ذوق و جمال اور اردو زبان میں "حسن پرستی" اور جس کو بلبل کی طرح ہر گل کا شیدا اور مظہر جمال و کمال کا شیفتہ و فریفتہ ہونا چاہیے۔ اکثر موقعوں پر روایت تعصب کا شکار اور رسم و رواج کا گرفتار نظر آتا ہے ادب و انشاء کی جو تعریف استاد اول ...... نے کر دی اور اس کے جو حدود و خطوط کھینچ دیئے بہت کم ادیبوں اور نقادوں کو ان سے سرتابی کرنے اور اس کے دائرہ سے باہر نکلنے کی جرأت ہوتی ہے اس کا نتیجہ ہے کہ ہر بعد میں آنے والا اپنے پیش رو کے قدم بہ قدم رکھتا ہوا اپنا سفر طے کرتا ہے اور ادبی نمونوں کے ذخیرہ میں کسی اضافہ کسی تغیر اور کسی ترمیم کی جرأت نہیں کرتا ادب و انشاء کی چند مثالی شخصیتیں منتخب کر لی جاتی ہیں اور ہر آنے والا اسی سبق کو دہراتا ہے اقبال کا یہ مصرعہ اس دبستان ادب پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔ ؎

"کند مکتب رہ طے کردہ را طے"

ندوہ نے پہلی مرتبہ عربی ادب کے خزانوں کو از سر نو کھنگھالنے اور اس کا علمی جائزہ لینے کی دعوت دی کہ اس کی تہ سے وہ موتی نکالے جائیں جو دین و ادب کے ایوانوں کو سجانے اور اس کی زینت کا باعث بنیں اور ادب شہ پارے ان جگہوں سے نکالے جہاں عام طور پر ادب و انشاء کی تلاش نہیں کی جاتی اور اسی کو بنیاد بنا کر اپنا نصاب تعلیم تجویز کیا جس نے دین و ادب کو شیر و شکر کر دیا اور دین کے ساتھ ادب اور ادب کے ساتھ دین دونوں میں بیک وقت رسوخ حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہوا اس نصاب نے عربی زبان اور ادب کی قوت اور ہمہ گیری پر یقین میں اضافہ کیا اور طالب علم کے اندر چھپی ہوئی ادبی صلاحیت کو ابھارنے اور ذوق کو جلا دینے کی صلاحیت پیدا کی اور یہ بتایا کہ عربی ادب میں یہ قوت ہے کہ وہ تمام بدلتے ہوئے حالات میں ضروریات کا ساتھ دے سکتا ہے۔

یہی وہ اسباب و عوامل تھے جن کی بنا پر ندوہ نے اس علمی مذاکرہ کے منعقد کرنے کی دعوت دی اور عالم اسلام کے مفکرین اور ادباء کو دعوت دی۔ جو عہد معاصر میں عربی ادب کے تسلیم شدہ ماہرین اور تعلیم و تربیت کے میدان میں جن کی علمی آرائیں علمی وزن رکھتی ہیں۔ الحمد للہ انہوں نے جس فراخدلی اور مسرت سے اس دعوت کو قبول کیا اور اس مذاکرہ میں شرکت کے لیے دور دراز کا سفر کر کے اور سفر کی مشقتیں برداشت کر کے تشریف لائے وہ دعوت دینے والوں کے اخلاص اور دعوت قبول کرنے والوں کے ذوق و فکر کی دلیل ہے۔

ہم آنے والے مہمانوں کا پرخلوص خیر مقدم کرتے ہیں اور ان اساتذہ کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اس وقت ہمارے درمیان تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

## بقیہ : خطبہ جمعہ

ہیں اور جب تم کلمہ توحید کا اقرار کرو گے، اعمال صالحہ سے اپنے آپ کو آراستہ کرو گے تو تمہاری یہ نیکیاں بلند ہو کر اس کے حضور پہنچ جائیں گی اور تمہارا نام صاحب عزت لوگوں میں رکھا جائے گا۔

خدائے عزیز و برتر ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مرتب: منظور احمد الحسینی

# فضائل و مسائل

سوالات آپ کے

جوابات: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

## سہرا باندھنا؟

سوال: اگر سہرا باندھنا ہندوانہ رسم ہے تو شلوار پہننا کس کی رسم ہوگی؟

جواب: شلوار میں کسی قسم کا تشبّہ نہیں اس کو ہندوانہ رسم کہنا محض احتمال ہے جو مشاہدے کے خلاف ہے۔

سوال: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔

جواب: تشبہ سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز کسی خاص قوم کا شعار سمجھا جاتا ہو۔ جبکہ سہرا باندھنا ہندوؤں کا شعار ہے۔

سوال: کوکا کولا پینا بھی یہودیانہ رسم ہو جائے گی کیونکہ اس کے موجد یہودی ہیں۔

جواب: جب سے یہ مشروبات ایجاد ہوئے ہیں۔ مسلم و غیر مسلم سبھی پیتے ہیں اس لیے یہ مثال غلط ہے۔

سوال: علماء کرام یا مہمانوں کے گلے میں ہار ڈالنا وغیرہ بھی کیا مسلمانوں کی رسم ہے؟

جواب: اس کو دین سمجھ کر کرنا بدعت ہوگا اور یوں ہی کرنا لغو۔

سوال: اگر سہرا باندھنا مشرکانہ رسم ہے تو پھر اپنی کسی مذہبی تقریب میں کسی مشرک کو بطور مہمان خصوصی مدعو کرنا کونسی رسم ہوگی۔؟

جواب: کسی صحیح مقصد کے لیے ہو مثلاً وہ مشرک صاحب اختیار ہو اور اس کے شریک نہ کئے جانے پر۔ شر کا اندیشہ ہے یا اس کا شریک ہونا مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لیے مفید ہے یا مسلمانوں کی قوّت و شوکت اس کو دکھانا مقصود ہے تو جائز ہوگا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن امیّہ کو باوجود مشرک ہونے کے غزوہ حنین میں شریک کیا تھا۔

## ریڈیو اور ٹیلی ویژن؟

سائل: حافظ محمد یوسف میاڈی حیدرآباد

سوال: ریڈیو یا ٹی وی پر کبھی اچھے پروگرام آتے ہیں کیا فقط ان پروگراموں کے سننے کی نیت سے ان کا رکھنا صحیح ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی عرض ہے کہ خصوصاً ٹی وی گھر میں نہ ہونے کی وجہ سے بچے خصوصاً پڑوس یا ہوٹلوں میں چلے جاتے ہیں۔ اس کا کیا حل ہے۔؟

جواب: ٹیپ ریکارڈ اور ریڈیو تو اچھے مقصد کے لیے رکھنا صحیح ہے۔ لیکن ٹی وی پر تصویریں آتی ہیں اور یہ ہر حال میں گناہ ہے۔ بچوں کو دوسروں کے گھر جانے سے روکنا چاہیئے۔ اگر بچے کسی دوسری جگہ گندگی کے لیے جائیں تو کیا اس سے بچانے کے لیے گندگی کا انتظام اپنے گھر میں کیا جائے گا۔

## صرف ایک مجتہد کی پیروی؟

سائل: عبدالقدوس ہاشمی۔ واہ کینٹ

سوال: دین کے تمام مسائل میں صرف ایک امام مجتہد کی پیروی کرنی چاہیئے۔؟ اور کیا مختلف مسائل میں ائمہ مجتہدین میں سے مختلف ائمہ کے مسالک کو اختیار نہیں کیا جا سکتا۔

جواب: اصل مقصود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیروی ہے ایسے طور پر کہ اسمیں خواہش نفس کی آمیزش نہ ہو۔ جو مسائل تمام ائمہ دین کے درمیان متفق علیہ ہیں ان میں تو اشکال نہیں اور جن مسائل میں اجتہاد کا اختلاف ہے ان میں تمام مجتہدین اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کے مکلّف ہیں اور جو شخص اجتہاد کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اس کے لیے کسی نہ کسی مجتہد کے قول کے مطابق عمل کرنا ناگزیر ہے اب اس کی دو صورتیں ممکن ہیں ایک یہ کہ جس مجتہد پر اس کو زیادہ اعتماد ہو تمام مسائل میں اس کے قول پر عمل کرے۔ دوم یہ کہ جس مسئلہ میں دل چاہا ایک مجتہد کے قول پر عمل کر لیا اور جس میں جی چاہا دوسرے کے

(باقی صفحہ ۲۴ پر)



# قس بن ساعدہ الایادی

## زمانۂ جاہلیت کا ایک عظیم کردار

تحریر: حافظ ریاض احمد ایم، اے (عربی) فیصل کالونی بھاولنگر

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل عرب کی جو اخلاقی و مذہبی حالت تھی وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے جب ہم تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ اخلاقی و مذہبی انحطاط کے اس دور میں بھی بعض اللہ کے بندے موجود تھے۔ جو نہ شرک کرتے تھے نہ شراب پیتے تھے اور دل کی گہرائیوں سے رب ذوالجلال بزرگ و برتر کی وحدانیت کے قائل تھے ان کا خیال تھا کہ قرب الٰہی کا حقیقی ذریعہ صرف دینِ ابراہیمی ہے لیکن اس دین کو لوگوں نے بھلا رکھا ہے اور بت نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان — ان موحدین میں سے زید بن عمرو بن نفیل بہت مشہور ہیں۔ وہ بتوں کی پرستش سے بیزار تھے اور سوائے اللہ کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے تھے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر قریش سے کہا کرتے تھے کہ سوائے میرے تم میں سے کوئی شخص دینِ ابراہیمی پر نہیں۔ گو اُن کو اسلام نصیب نہیں ہُوا لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ قیامت کے دن وہ اکیلے ایک امت کی بجائے اٹھائے جائیں گے —

ورقہ بن نوفل بھی بت پرستی سے بیزار تھے دینِ حق کی تلاش میں آسمانی کتابیں پڑھیں اور عیسائی ہو گئے۔ عبداللہ بن جحش بھی موحد تھے لیکن انہوں نے کسی مذہب کی پیروی نہیں کی لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوتے تو اسلام لاتے لیکن جب حبشہ میں ہجرت کر گئے تو دینِ عیسوی اختیار کر لیا اور اسی دین پر فوت ہوئے۔

ان بزرگ ہستیوں میں سے قس بن ساعدہ الایادی بڑی شہرت کے حامل ہیں۔ قس بن ساعدہ کب پیدا ہُوئے؟ اس کے متعلق تاریخ کے صفحات خاموش ہیں۔ البتہ استاد احمد حسن زیات نے اپنی "تاریخ الادب العربی" میں لکھا ہے کہ قس بن ساعدہ نے بڑی لمبی عمر پانے کے بعد ۶۰۰ء میں وفات پائی۔

شیخ احمد الاسکندری اور شیخ مصطفٰے عنانی بک "الوسط فی الادب العربی" میں رقمطراز ہیں کہ:

قس کو تمام عرب کا خطیب تسلیم کیا جاتا ہے وہ فصاحت و بلاغت، حکمت اور موعظہ حسنہ میں ضرب المثل ہے۔ یہ توحید کا قائل تھا اور حشر و نشر پر ایمان رکھتا تھا۔ عربوں کو بت پرستی ترک کرنے کی دعوت دیتا۔ خدائے وحدہٗ کی عبادت کی طرف رہنمائی کرتا۔ وہ عام مجلسوں اور میلوں میں اس موضوع پر خطبے دیا کرتا تھا۔"

کہتے ہیں کہ یہ شخص پہلا ہے جس نے اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور سب سے پہلے خطبہ میں "اَمَّا بَعْدُ" کا استعمال کیا اور یہی پہلا شخص ہے جس نے خطبہ کے وقت تلوار یا لاٹھی پر ٹیک لگائی لوگ اس کے پاس اپنے مقدمے لاتے۔ تو یہ اپنی درست رائے اور حکم صائب سے صحیح فیصلہ کر دیتا تھا۔ یہ مقولہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ اَلْبَيِّنَةُ عَلٰى مَنِ ادَّعٰى وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ۔ مدعی پر گواہ پیش کرنے لازم ہیں اور منکر پر قسم۔

قس بن ساعدہ قیصر روم کی ملاقات کے لیے بھی جایا کرتا تھا۔ ایک دن قیصر نے پوچھا کہ افضل ترین عقل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ "انسان کا اپنے آپ کو پہچاننا۔" اس نے پھر پوچھا۔ کہ افضل علم کیا ہے؟ اس نے کہا: انسان کا اپنے علم کی حد پر ٹھہر جانا۔ پھر اس نے پوچھا۔ بہترین مُروّت (مردانگی) کیا ہے؟ انسان کا اپنی آبرو کو باقی رکھنا

پھر اس نے دریافت کیا کہ افضل مال کیا ہے ؟ کہنے لگا جس سے حقوق پورے کئے جائیں۔

الوسیط فی الادب العربی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بعثت سے پہلے اسے ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار ہوتے بازار عکاظ میں خطبہ دیتے سنا تو اس کے حسنِ کلام پر تعجّب کیا اور اس کی درست رائے کو بہت پسند فرمایا اور اس کی تعریف کی۔

تاریخ ادب عربی کی مختلف کتابوں میں اس کے نام سے منسوب جو نثر ہمیں ملتی ہے اگر وہ واقعتاً اسی کی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا طرز بیان اس کی اپنی روانیٔ طبع کا نتیجہ تھا اس کی عبارت نہایت دلکش اور پااثر تھی۔ جس میں چھوٹے چھوٹے مسجع فقرے، موزوں ضرب الامثال اور چنے ہوئے الفاظ ہوتے تھے۔ اس میں سرکشوں کی تباہی اور دنیا کے ظاہری تغیرات سے درس عبرت دیا جاتا۔ ہم ذیل میں قس بن ساعدہ الایادی کے خطبے کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے اس کی دینداری، بلندیٔ کردار اور اس کی خوبصورت خطابت کا اندازہ ہوتا ہے۔

أَيُّهَا النَّاسُ اِسْمَعُوا وَعُوا، مَنْ عَاشَ مَاتَ، وَمَنْ مَاتَ فَاتَ، وَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ آتٍ، لَيْلٌ دَاجٍ، وَنَهَارٌ سَاجٍ وَسَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ وَنُجُومٌ تَزْهَرُ وَبِحَارٌ تَزْخَرُ، وَجِبَالٌ مُرْسَاةٌ وَأَرْضٌ مُدْحَاةٌ وَأَنْهَارٌ مُجْرَاةٌ إِنَّ فِي السَّمَاءِ لَخَبَرًا وَإِنَّ فِي الْأَرْضِ لَعِبَرًا، مَا بَالُ النَّاسِ يَذْهَبُونَ وَلَا يَرْجِعُونَ، أَرَضُوا فَأَقَامُوا؟ أَمْ تُرِكُوا فَنَامُوا۔

اے لوگو! سنو اور یاد رکھو، جو زندہ ہے وہ مرے گا۔ جو مرے گا وہ دنیا سے چلا جائے گا۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ یہ تاریک رات، یہ روشن دن، یہ برجوں والا آسمان، یہ چمکنے والے تارے، یہ موجیں مارنے والے سمندر، یہ جمے ہوئے پہاڑ، یہ پھیلی ہوئی زمین یہ بہتی دریائیں شاہد ہیں کہ یقیناً آسمان میں کوئی خاص قوت ہے اور زمین میں عبرتیں ہیں۔ آخر یہ لوگ کہاں چلے جاتے ہیں کہ پھر وہاں سے واپس نہیں آتے — کیا۔ وہ وہاں رہنے پر رضا مند ہو گئے یا پھر دنیا چھوڑ کر سو گئے؟

یہ بھی روایت ہے کہ قس بن ساعدہ الایادی نے اس خطبے کے بعد درج ذیل اشعار بھی پڑھے تھے۔

(۱) فِي الذَّاهِبِينَ الْأَوَّلِيـ
نَ مِنَ الْقُرُونِ لَنَا بَصَائِرُ

(۲) لَمَّا رَأَيْتُ مَوَارِدًا
لِلْمَوْتِ لَيْسَ لَهَا مَصَادِرُ

(۳) وَرَأَيْتُ قَوْمِي نَحْوَهَا
تَمْضِي الْأَكَابِرُ وَالْأَصَاغِرُ

(۴) لَا يَرْجِعُ الْمَاضِي إِلَيَّ
وَلَا مِنَ الْبَاقِينَ غَابِرُ

(۵) أَيْقَنْتُ أَنِّي لَا مَحَا
لَةَ حَيْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَائِرُ

بلاشبہ ہم سے پہلے جانے والے گروہوں میں ہمارے لیے بڑی بصیرتیں اور عبرتیں ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ موت میں داخل ہونے کی جگہیں تو ہیں مگر ان سے نکلنے کے راستے نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ میری قوم کے چھوٹے بڑے موت کی طرف جا رہے ہیں اور نہ تو جانیوالوں میں سے کوئی میری طرف واپس آتا ہے اور نہ باقی رہنے والوں میں سے کوئی ٹھہرتا ہے تو میں نے یقین کر لیا کہ میں بھی ضرور وہاں پہنچنے والا ہوں جہاں وہ لوگ پہنچے۔

درج ذیل مقولے بھی ساعدہ الایادی کی طرف منسوب ہیں۔

(۱) جو تم کو کسی کمزوری پر عار دلائے تو اس میں بھی وہی کمزوری ہوگی۔

(۲) جو تم پر ظلم کرے گا اس کو بھی کوئی ظالم مل جائے گا۔

(۳) جب لوگوں کو تم کسی برے کام سے منع کرو۔ تو پہلے خود اس سے باز آ جاؤ۔ (۴) مفلسی میں لوگوں سے کنارہ کشی کرو۔ اور تونگری میں ان سے مل جل کر رہو۔ (۵) جو کسی کام میں مشغول ہو اس سے مشورہ مت لو، خواہ وہ کتنا ہی ہوشیار کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بھوکے سے بھی مشورہ نہ کرو۔ خواہ وہ بڑا دانشمند ہی کیوں نہ ہو۔ نہ خوفزدہ سے خواہ اس کی خیرخواہی پر تم کو کامل اعتبار ہی کیوں نہ ہو۔

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے: (۱) تاریخ الادب العربی۔ زیات۔ (۲) الوسیط فی الادب العربی۔ احمد الاسکندری (۳) تاریخ آداب اللغۃ العربی۔ جرجی زیدان (۴) اے لٹریری ہسٹری آف دی عربز۔ نکلسن۔ (۵) دی عربز۔ پروفیسر ہٹی



# شب و روز

رپورٹنگ — ظہیر میر

۱۳ر مئی بروز بدھ ۹ بجے صبح انجمن خدام الدین کے ناظم مالیات جناب میاں محمد صادق صاحب شیرانوالہ آئے وہ صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب کی معیت میں خدام الدین بنات پبلک سکول میں تشریف لے گئے جہاں انہوں نے سکول کے لئے فرنیچر اور دوسری ضروریات کا جائزہ لیا۔ وہ خاصی دیر تک یہاں رہے اور میاں محمد اجمل قادری صاحب سے انجمن سے متعلق مختلف امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔

۱۴ر مئی بین المغرب والعشاء حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے حسب معمول حلقہ ذکر میں شرکت فرمائی لوگ دور دراز سے شب جمعہ میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ حضرت اقدس رات گئے تک لوگوں کے مسائل سنتے رہے اور ضروری ہدایات دیتے رہے۔

۱۵ر مئی۔ حضرت اقدس نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی اور خطبہ جمعہ بھی دیا۔ پھر مختلف مقامات سے آئے ہوئے لوگوں نے حضرت اقدس سے ملاقات کی اور اپنے اپنے مسائل بیان کئے۔ حضرت اقدس نے انہیں دعاؤں سے نوازا بعض لوگوں کی شکایات سنیں۔ اور ان کی مشکلات کے حل کے لئے اوراد بتلائے، اور دعائیں فرمائیں۔

۱۶ر مئی بعد نماز مغرب نظام العلماء پاکستان کے مرکزی مبلّغ جناب مولانا منظور الحق رحمانی صاحب نے حضرت اقدس سے ملاقات کی وہ خانپور سے حضرت درخواستی دامت برکاتہم کا ذاتی پیغام لائے تھے جو انہوں نے حضرت اقدس کو پہنچایا — اسی نشست میں پنجاب یونیورسٹی کا ایک وفد بھی حضرت سے ملا۔

۱۷ر مئی: مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالبر محمد قاسم صاحب لاہور تشریف لائے وہ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کو مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دینے آئے تھے شام کے کھانے پر حضرت اقدس سے ان کی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں جناب ندیم اقبال اعوان، ملک خلیل احمد اعوان اور راقم بھی موجود تھے۔ حضرت اقدس نے رات گئے تک مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات فرمایا

۱۹ر مئی: سارا دن حضرت اقدس نے بہت مصروف گذارا۔ پنجاب کے مختلف اضلاع سے آئے ہوئے نظام العلماء کے ساتھیوں سے جماعتی امور پر کھل کر تبادلہ خیال کیا۔ نماز مغرب کے بعد ہفت روزہ "بادبان" کے نمائندے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور سے انٹرویو لینے آئے نماز مغرب کے بعد مختلف مسائل حضرت اقدس نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک نہایت مدلّل طریقے سے روشنی ڈالی "بادبان" کے نمائندے کی طرف سے اٹھائے جانے والے سوالات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ انٹرویو ختم ہونے کے بعد کالعدم جماعت اسلامی کے رہنما جناب پروفیسر عبدالغفور احمد صاحب کراچی سے تشریف لائے اور مختلف مسائل پر حضرت اقدس سے گفتگو کی۔ پھر عشاء کی جماعت ہوئی اس کے بعد پروفیسر صاحب منصورہ تشریف لے گئے۔

حضرت اقدس کے بڑے صاحبزادے جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب آج کل خاصے مصروف دن گزار رہے ہیں وہ جہاں

(باقی ۲۶ پر)

# طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور روانہ کریں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور

حکیم آزاد شیرازی

## سر میں درد اور چکر

س : میری عمر اٹھارہ برس ہے۔ سر میں درد رہتا ہے۔ نظر کمزور ہو گئی ہے اور سر میں چکر بھی آتے رہتے ہیں۔ براہ کرم مناسب دوائی تجویز فرمائیں۔

ام سلمیٰ، واہ چھاؤنی

ج : درد سر کے لئے اطریفل کشنیز یا اطریفل اسطخودوس رات سوتے وقت ایک تولہ گرم دودھ کے ساتھ کھائیں۔

کھانا کھانے کے بعد سونف بقدر ایک تولہ کھایا کریں۔

سر کے چکروں کے لئے سفوف حِت استعمال کریں۔

س : میری عمر پچاس سال ہے، مجھے دل کی کمزوری ہے، اعصابی کمزوری بھی ہے، دل خوش نہیں رہتا، خواب آتے ہیں۔ ہاضمہ خراب ہے، قبض بھی رہتی ہے، بے خوابی بھی رہتی ہے، منہ کا ذائقہ اکثر خراب رہتا ہے — جسمانی [illegible]ری محسوس ہوتی ہے، [illegible] بھی کمزور ہے، کاروباری حالات ٹھیک ہیں، کسی قسم کی گھریلو پریشانی بھی نہیں ہے۔ براہ کرم مناسب علاج فرمائیں۔

نور اللہ۔ لودھراں

ج : آپ مہینہ بھر جوارش فرحت استعمال کریں۔ انشاء اللہ جملہ تکالیف میں افاقہ ہو گا۔

## گردہ کا اپریشن۔ ہائی بلڈ پریشر

س : میرے چھوٹے بھائی جن کی عمر ۴۰ سال ہے چار پانچ سال پہلے ان کے گردہ سے بذریعہ اپریشن پتھری نکالی گئی تھی۔ اب بھی انہیں کبھی کبھار معمولی درد رہتا ہے اور اب دو سال سے ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف میں بھی مبتلا ہیں جس کے علاج کے لئے انگریزی گولیاں روزانہ کھانا پڑتی ہیں۔ نشتر ہسپتال ملتان، وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور وغیرہ میں چیک کرایا ہے۔ ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ اس مرض کا کوئی مستقل علاج نہیں۔ بس یہ گولیاں روزانہ کھاتے رہا کرو۔ براہ کرم ان کے مرض کا کوئی مستقل علاج بتائیں۔

(حاجی نور اللہ، لودھراں ضلع ملتان)

ج : حاجی صاحب! آپ کے بھائی صاحب کا مستقل علاج طب یونانی میں موجود ہے۔ اگر وہ مستقل مزاجی سے علاج کرائیں تو انگریزی گولیوں سے نجات بھی مل سکتی ہے اور بلڈ پریشر پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے۔ طبیعت مانے تو براہِ راست رجوع فرمائیں۔

## دردِ سر اور عینک

س : میری عمر پندرہ سال ہے۔ بینائی کی کمزوری کے سبب ایک سال سے عینک لگا رکھی ہے بینائی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ سر میں درد رہتا ہے۔ خواہش مند ہوں کہ عینک سے پیچھا چھوٹ جائے۔ طبی مشورے سے نوازیں۔

یاسمین بانو

محلہ شاہ گردیز، بوہڑ دروازہ، ملتان

ج : خدام الدین کے گذشتہ شمارے (۱۵ رمئی) میں بینائی کی کمزوری کے لئے ایک نسخہ شائع ہو چکا ہے وہ استعمال کریں۔



# تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں بھیجنا ضروری ہیں

## • کلیدِ سعادت

از : مولانا عبدالرشید نقشبندی مجددی

قیمت : نو روپے پچاس پیسے

ملنے کا پتہ : بھلن شریف تحصیل علی پور مظفر گڑھ۔

حضرت مولانا الشیخ عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی قدس سرہ کے خلیفہ مجاز اور خواجہ محمد نور بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب نے بزرگان سلف کے اقوال پر مشتمل یہ کتاب مرتب کی ہے جسمیں بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ محمد معصوم، مولانا دوست محمد قندہاری حضرت مولانا محمد نقشبند ثانی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے اقوال ہیں دوسرے حصہ میں خود مرتب کتاب کی مجالس ذکر ہیں جو آپ کے بعض عقیدت مندوں نے مرتب کیں۔ یہ تمام چیزیں صحیح اسلام کا مرقع ہیں انہیں پڑھ کر طبیعتوں میں خدا خوفی ہوتی ہے۔ تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے انسان گناہوں کی ظلمات سے بچتا ہے اور دل اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حضرت مرتب کے تہ بالا سے کتاب دستیاب ہے ضرورت ہے کہ ایسا ہلکا پھلکا لٹریچر بہت عام کیا جائے تاکہ مادیت گزیدہ دنیا روحانیت کی طرف متوجہ ہو سکے۔

## • نذر شرعی اور ڈھول کی آواز

یہ دونوں رسالے جو بالترتیب ۱۹۶، اور ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہیں ضلع سرگودھا کے ایک صاحب دل اور پختہ کار عالم دین مولانا حافظ کامل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے تحریر کردہ ہیں۔

اول الذکر رسالہ میں نذر کی جائز ناجائز تمام صورتوں پر مدلل کلام کیا گیا ہے فقہ حنفی کی معروف کتب تفاسیر اور کتب فقہ کی روشنی میں تمام حقائق الم نشرح کر دیئے گئے ہیں۔ نذر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی نہیں ہو سکتی بدقسمتی سے امت کا ایک طبقہ اس معاملہ میں بگاڑ کا شکار ہے مولانا مرحوم کا احسان ہے کہ انہوں نے اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کر کے تمام شکوک و شبہات دُور کر دیئے ہیں — آپ کے ایک شاگرد اور خواجہ صاحب سیالوی کے خدام میں سے ہیں ان کے اہتمام سے یہ کتاب چھپی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ نذر کا مسئلہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں بعض لوگوں کا دنیا کو کاروبار بنا لینا الگ بات ہے۔

دوسرا رسالہ دیوبندی، بریلوی اختلافات کی حقیقت پر مشتمل ہے مصنف علوم نے ٹھوس علمی گفتگو کی ہے اور تبلایا ہے کہ علماء دیوبند قدس سرہٗ اللہ تعالیٰ سوادِ اعظم صحیح اور مخلص مسلمان اور حضور علیہ السلام کے سچے عقیدت مند اور دین کے خادم ہیں۔ بطور خاص حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے رسالہ تحذیر الناس کے متعلق تفصیلی کلام ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ رسالہ حضور علیہ السلام کی شان مبارک کے بیان میں اپنی مثال آپ ہے۔

رسالہ میں خواجہ قمر الدین سیالوی صاحبزادہ محبوب الرسول صاحب سجادہ نشین للہ، مولانا محمد حنیف سجادہ نشین کوٹ مومن، پیر حامد شاہ صاحب گجراتی، پیر سید محمد شاہ صاحب بھیروی اور پیر کرم شاہ صاحب بھیروی جیسے حضرات کی تحریرات شامل کتاب ہیں جو علماء دیوبند اور خاص کر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ان حضرات کے بلند ترین خیالات کی آئینہ دار ہیں — فرقہ وارانہ کشیدگی کے اس خطرناک دور میں یہ کتاب بڑی فائدہ مند ہے اور ہماری خواہش ہے کہ اس کو بکثرت پھیلایا جائے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب بھی خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کے ایک خادم جو مولانا کے شاگرد تھے کے اہتمام سے چھپی ہے۔ نذر شرعی کی قیمت ۵/ روپے

اور ڈھول کی آواز کی قیمت چار ، ، ہے جو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔

مدنی مسجد اہلسنت والجماعت ، ، ، ضلع سرگودھا ــــ جامع مسجد اے بلاک ، ماڈل ٹاؤن لاہور ــــ اور مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ ضلع سرگودھا سے یہ کتابیں دستیاب ہیں۔

## • حیاتِ مسیح علیہ السلام

موجودہ مرزائی سربراہ مرزا ناصر احمد کے بھائی مرزا طاہر احمد کے رسالہ "وصال ابنِ مریم" کا جواب "حیاتِ مسیح" کے نام سے حکیم محمد اسلم صاحب وسیر راجپوت بانی دارالشفاء عیدگاہ چنیوٹ ضلع جھنگ کا لکھا ہے جو ایک اچھی کوشش ہے مؤلف کی حوصلہ افزائی اور مسلکی تبلیغ کے لیے اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔

## • قذف بالحق علی الباطل

گورنمنٹ کالج ایک شہر کے پرنسپل جناب پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایک مخلص درد دل رکھنے والے مسلمان ہیں۔ بنیادی مسائل پر ان کی تحریرات مختلف رسائل و جرائد میں چھپتی رہتی ہیں۔ ربوہ سے ایک رسالہ "مباحثہ بر موضوع رفع و وفات عیسیٰ علیہ السلام و نزول ابنِ مریم" شائع ہوا جس میں پروفیسر صاحب کے "قادیانی مبلغ قاضی محمد نذیر صاحب سے مناظرہ کی روداد شامل تھی لیکن روایتی دجل و تلبیس کے ساتھ۔ پروفیسر صاحب نے حقائق سے خلقِ خدا کو آگاہ کرنے کے لیے یہ رسالہ مرتب کرکے چھپوایا ہے جو وہ تبلیغ دین کے جذبہ سے مفت تقسیم کررہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو بار آور فرمائے۔ رسالہ خوب ہے اور موصوف کی گرفت بہت اچھی ہے ــــ موصوف کے پتہ سے رسالہ حاصل کیا جاسکتا ہے بلکہ ہماری خواہش یہ ہے کہ تبلیغی انجمن موصوف سے باقاعدہ اجازت لے کر بکثرت اس کو چھپوائیں اور نسل نو تک پہنچائیں۔

بقیہ: فضائل و مسائل

کے قول کو لے لیا۔ اس دوسری صورت میں یہ خطرہ ہے کہ خواہش نفس کی آمیزش ہو جائے اس لیے پہلی صورت کو اختیار کرنا ہی سلامتی کا راستہ ہے۔

## • ڈاڑھی کا مسئلہ

سائل: عبدالحمید ڈی ہنڈ جیکب لائن کراچی

س: ڈاڑھی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ڈاڑھی کم از کم اور بڑی سے بڑی کتنی ہونی چاہیئے۔؟ ڈاڑھی سنت ہے؟ واجب ہے؟ یا فرض ہے؟ ڈاڑھی نہ رکھنے والا مسلمان رہ سکتا ہے یا نہیں؟ ڈاڑھی نہ رکھنے والا کن لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

جواب: واجب ہے کم سے کم ایک مشت۔ ڈاڑھی نہ رکھنے والا مسلمان ہے مگر گنہگار۔ بشرطیکہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھے۔ اگر ڈاڑھی کو نظرِ حقارت سے دیکھتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے تو اس کی مسلمانی خطرے میں ہے۔

س: ڈاڑھی کو خضاب لگانا مکروہ ہے یا حرام۔

جواب: سیاہ خضاب منع ہے بعض نے مکروہ کہا ہے اور بعض نے حرام۔ اگر مہندی ملی ہو تو جائز ہے۔

سوال: یہودی، عیسائی اور سکھ وغیرہ کی ڈاڑھی میں کیا فرق ہے۔؟ آج کل پادری اور یہودی کی ڈاڑھی بھی مسلمان کی طرح دیکھی جاتی ہے۔

جواب: یہ لوگ اپنے مذہبی رہنماؤں کی تقلید میں رکھتے ہوں گے۔ ہم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں رکھتے ہیں۔

## • شوہر کی کمائی پر بیوی کا حق؟

سائل: اسداللہ خان۔ کراچی

سوال: شوہر کی کمائی کے کتنے حصے پر بیوی کا حق ہوتا ہے۔ زائد رقم بیوی کی مرضی کے بغیر شوہر خرچ کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شوہر کی کمائی پر بیوی کا حق اتنا ہے کہ اس کا نان نفقہ ادا ہوتا رہے زائد رقم شوہر اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے۔

## • وکالت کا پیشہ؟

سائل: محمد نواز خان

سوال: کیا وکالت کا پیشہ جائز ہے یا نہیں۔ چونکہ اس پیشے میں ایک وکیل کو سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنا پڑتا ہے۔

جواب: وکالت تو جائز ہے لیکن وکیل



بچوں کا صفحہ

# ہمت اور فتح

تحریر جنید شہزاد

سر شمع سان کٹائیے اور دم نہ ماریئے
منزل ہزار سخت ہو، ہمت نہ ہاریئے

مندرجہ بالا شعر ہمت کی عظمت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ سچ ہے اگر کام مشکل اور منزل دشوار ہو تو ہو۔ لیکن جب ہمت کے عصا کا سہارا پکڑا تو بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ اگر تمہارے راستے میں خار ہیں تو وہ ہمت کی مدد سے دم بھر میں گلزار ہیں۔ ہمت کا دارو مدار جسمانی قوت پر نہیں بلکہ قوتِ ارادی پر ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص لحیم، شحیم اور گرانڈیل ہو وہ ضرور عالی ہمت بھی ہوگا۔ بلکہ واقعات اس کے برعکس بتاتے ہیں۔ اکثر مرتبہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی دیکھنے میں ہاتھی ہے لیکن بادل کی کڑک سے ہی تھرا اٹھتا ہے۔ لیکن ایسے بھی ماں کے لال ہیں جو جسمانی لحاظ سے نحیف اور کمزور ہونے کے باوجود میدانِ جنگ میں تلوار کی باڑھ اور گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے سینہ سپر ہوتے اور کہتے ہیں۔ ؎

آں نہ من باشم کہ روزِ جنگ بینی پشت من

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حالات اور اتفاقات ایسے ہو جاتے ہیں کہ ایک شخص نامور ہوتا ہے اور دوسرا گم نام۔ ایک سلطنت کا سرتاج، دوسرا نکبت و فلاکت سے دوچار، ایک مغربی دانشور کا قول ہے کہ "انسان حالات اور اتفاقات کا مطیع نہیں ہے بلکہ حالات اور اتفاقات انسان کے مطیع ہیں۔" ذرا غور کریں کہ اتفاق سے دنیا میں کوئی بات بنتی ہے؟ شہر اتفاق سے معرضِ وجود میں آتے ہیں؟ کیا ٹیلیفون اور تار کی ایجادات اتفاق سے ہوتی ہیں؟ کیا اتفاق سے لڑاکا اور جیٹ طیارے بن گئے؟ کیا ہر جنگ محض اتفاق سے سر ہوئی ہے؟ بلکہ ہر منزل میں ہمت کے کارنامے نظر آتے ہیں۔

عقل و ہوش کے دشمن بعض ایسے بھی ہیں جو ہر بات کو قسمت کے سر تھوپتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہر نیک و بد اور فتح و شکست میں قسمت اور مقدر کا ہاتھ ہے لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ جاہل اور وہم پرست لوگ ہی ایسے ہیں جو قسمت یا تقدیر کے دام میں گرفتار ہو کر رہ جاتے ہیں ہماری یہی بےبسی ہماری پست ہمتی کی دلیل ہے۔ پست ہمت ہمیشہ پرانی لکیر کا فقیر بنا رہتا ہے لیکن بلند ہمت شخص جدوجہد زندگی کے لیے اپنا میدان خود پیدا کرلیتا ہے

بعض اہل الرائے کا خیال ہے کہ ہمت دلیری سے بالاتر ہے۔ انسان دلیری کر شیر کے مقابل جا ڈٹتا ہے لیکن بعض اوقات شیر کی شکل دیکھ کر ایسا خوفزدہ ہو جاتا ہے کہ ہتھیار چلانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ فرانس کا دارالحکومت پیرس سرکش باغیوں کے ہاتھ میں تھا۔ افسروں کے دلوں پر خوف و ہراس طاری تھا اتنے میں اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا "کہ میں ایک ایسے نوجوان افسر کو جانتا ہوں جو اپنی قابلیت اور ہمت سے باغیوں پر فتح پالے گا۔"

حاضرین چلائے اس کو بلاؤ! نپولین کو بلایا گیا۔ وہ آیا۔ اس نے باغیوں کو زیر کیا۔ افسروں پر سکہ جمایا۔ فرانس پر حکومت کی اور بالآخر تمام یورپ کو زیرنگیں کر گیا۔

بیشمار مزاحمتیں اور دقتیں انسان کے سامنے پہاڑوں کے سلسلے کی طرح حائل ہو جاتی ہیں اور اس کے مقصد کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں لیکن باہمت انسان صرف ہمت کے طفیل ان تمام دقتوں اور مزاحمتوں پر فتح پاتا ہے اور زندگی کی شاہراہ میں ان بھولے بھٹکے مسافروں کے لیے چراغ راہ کا کام دیتا ہے جو اپنی پست ہمتی سے تحصیل مقاصد سے ہاتھ دھو

مسلتے ہیں۔ وقتیں اس کے لیے راہ ہموار کرتی ہیں اور مشکلات کو دیکھ کر اس کی ہمت اور بھی زیادہ جولانیاں دکھاتی ہے اگر عارضی شکست نے منہ دکھایا اور وہ زندگی کی جنگ و جدل میں گر پڑا تو اس کا یہ عارضی گرنا اس کی ہمت کو اور بھی بڑھا دیتا ہے اور وہ خم ٹھونک کر زندگی کی رزم و پیکار میں مصروف ہو جاتا ہے۔

گرتے ہیں شاہسوار ہی میدان جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

## بقیہ : شب و روز

خدام الدین کے مدیر منتظم ہیں وہیں انجمن خدام الدین کے زیر اہتمام چلنے والے مختلف اداروں کے نگران بھی ہیں حال ہی میں مدرستہ البنات کو "خدام الدین بنات پبلک سکول" کا درجہ دینے سے میاں اجمل قادری صاحب کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے ان تمام جھمیلوں کے باوجود وہ بیرون شہر انجمن کے رفقاء کار اور جماعتی امور سے متعلق معاملات کو نمٹانے کے لیے اکثر و بیشتر دوروں پر بھی جاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۵ر مئی صاحبزادہ صاحب گوجرانوالہ، سیالکوٹ کے اضلاع کے دورے پر تشریف لے گئے لاہور سے روانگی کے وقت ان کے ساتھ جناب ندیم اقبال اعوان اور راقم بھی تھے۔ گوجرانوالہ میں صاحبزادہ صاحب نے مختلف حضرات سے انفرادی ملاقاتیں کیں۔ رات کے کھانے پر حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب اور محترم میاں محمد عارف صاحب ایڈووکیٹ سے تبادلہ خیالات ہوا۔ یہ نشست رات گئے تک جاری رہی ۲۶ر مئی علی الصباح میاں صاحب شیخ عبدالرحمن صاحب کی گاڑی میں ڈسکہ تشریف لے گئے وہاں مدرسہ مدنیہ میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد فیروز خاں صاحب فاضل دیوبند سے ناشتہ پر ملاقات ہوئی اس ملاقات میں جماعتی امور زیر بحث آئے اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد میاں صاحب پسرور تشریف لے گئے۔ وہاں مختلف ساتھیوں سے جماعتی اور انجمن خدام الدین سے متعلق امور پر تبادلہ خیالات کیا پھر اسی گاڑی سے آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہاں بیگم میجر اللہ دتہ رح کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ سیالکوٹ میں محترم پیر بشیر صاحب اور جناب مولانا انذر قاسمی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا قاسمی کے والد ماجد حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل دیوبند حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اُن سے جہاں جماعتی تعلق کی بنیادیں وسیع ہیں وہاں ذاتی اور روحانی تعلق بھی بہت گہرا ہے۔ مولانا قاسمی سے مختلف امور پر تبادلہ خیالات کے بعد میاں صاحب اپنے ساتھیوں کی معیت میں ۲۶ر مئی کی شام کو لاہور پہنچے۔

۲۷ر مئی : میاں صاحب بذریعہ تیز گام کراچی کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ راقم بھی شریک سفر ہے۔ جناب صاحبزادہ صاحب تقریباً ایک ہفتہ تک کراچی میں قیام کریں گے۔ اور مختلف میٹنگوں میں شرکت کے علاوہ عمومی اجلاسوں سے بھی خطاب فرمائیں گے۔ ان کے دورے کی رپورٹ آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے گا۔



## ماہانہ مجلس ذکر

مسجد خضرا رسمن آباد لاہور میں انشاء اللہ تعالےٰ ۷ر جون ۸۱ء بروز اتوار بعد نماز مغرب منعقد ہوگی۔ دعوتِ عام ہے۔



بچوں کا صفحہ

تحریر
شگفتہ یاسمین

# جھُوٹ کی سزا

ایک لوہار کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔ اس کے گھر کا انتظام اس کی اکلوتی بیٹی "مبارک" کے ہاتھ میں تھا جو ماشاء اللہ بہت ہوشیار تھی۔ اس میں کوئی عیب تھا تو صرف یہی کہ وہ اپنے بناؤ سنگھار کی طرف ضرورت سے زیادہ توجہ دیتی۔ فرصت کا اکثر وقت وہ اپنے لیے عمدہ عمدہ کپڑے سینے اور ان پر گوٹا کناری لگانے میں خرچ کر دیتی۔ ایک دن اس نے پچاس روپے گز کا دس گز ریشمی کپڑا خریدا اور باپ کو بتایا کہ یہ پچیس ۲۵ روپے گز ملتا ہے کافی سستا ہے۔ ہمیں خرید لینا چاہیئے۔ سادہ لوح باپ انکار نہ کر سکا۔ کیونکہ اسے کپڑے سے متعلق کچھ بھی شناخت نہ تھی کہ یہ مہنگا ہے یا سستا۔

لڑکی نے باپ سے پچیس روپے گز کے حساب سے قیمت لے کر باقی آدھی قیمت اپنے پاس سے ڈالی اور بازار گئی تاکہ دکاندار کو رقم ادا کر آئے اسے بازار گئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک آدمی لوہار کے پاس مشین ٹھیک کرانے آیا۔ اس نے دکان پر ریشمی کپڑا پڑا ہوا دیکھا تو قیمت پوچھی لوہار نے بے پرواہی سے کہا کہ یہ زیادہ مہنگا نہیں۔ پچیس ۲۵ روپے گز کے حساب سے ابھی لیا ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تیس ۳۰ روپے گز کے حساب سے ابھی خرید لیتا ہوں۔ لوہار نے فوراً دے دیا۔ وہ دل میں خوش تھا کہ پانچ روپے گز کے حساب سے پچاس روپے ایک منٹ میں کمالیے۔

مبارک بازار سے گھر آئی۔ باپ نے خوشی سے کہا۔ بیٹی ایک خوشخبری سنو۔ آج میں نے ایک بہت عمدہ سودا کیا ہے جسے تم بھی پسند کروگی ابھی ابھی ایک شخص آیا تھا میں نے تمہارا کپڑا پچیس ۲۵ کی بجائے تیس ۳۰ روپے گز کے حساب سے فروخت کر دیا ہے۔ اب تم اس سے بھی زیادہ عمدہ کپڑا خرید لینا۔

یہ خبر سن کر "مبارک" پر تو جیسے بجلی ہی گر گئی۔ سر پکڑ کر بیٹھ گئی چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔ اور کمزور آواز میں کہنے لگی۔ آہ! ابا جان ہمارا سخت نقصان ہوگیا ہے۔ لڑکی نے منہ بسورتے اور سسکیاں بھرتے ہوئے بتایا کہ میں نے آپ کے سامنے جھوٹ بولا تھا میں نے آپ سے صرف آدھی قیمت لی تھی اور آدھی قیمت اپنی طرف سے ملا کر یہ کپڑا خرید لیا تھا۔

باپ نے غصے سے کہا۔ بے وقوف یہ تجھے جھوٹ بولنے کی سزا ملی ہے۔ تم نے مجھے آدھی قیمت کیوں بتائی۔؟ افسوس کہ تم نے مجھ سے بات چھپائی اور اپنے محنت سے جمع کیے ہوئے پیسے یوں کھو دیئے۔ اب اس کا علاج یہی ہے کہ میں اب تم کو اتنا ہی خرچ دیا کروں گا جو صرف کفایت کر سکے۔ اور اتنے مہنگے کپڑے خریدنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

دیکھو! اس لڑکی نے ایک جھوٹ بول کر کس قدر تکلیف اور نقصان اٹھایا اس لیے ہمیں بھی جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنی چاہیئے۔

## جواہر ریزے

(۱) مظلوم کی بددعا سے ڈرو۔ کیونکہ اس کی دعا شعلے کی طرح آسمان پر جاتی ہے

(۲) اللہ کے نزدیک محبوب ترین مقام مساجد اور ملعون ترین مقام بازار ہیں

(۳) اگر تم غصے کی حالت میں کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ۔ اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ

(۴) چار شخص اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں

(۱) مغرور فقیر

(۲) قسمیں کھانے والا دوکاندار۔

(۳) بوڑھا زانی ۔ اور ۔

(۴) ظالم حاکم